اٰیاتہا ۹۹ سُوْرَۃُ الْحِجْرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۵ رکوعاتہا ۶

النحاس نے اپنی کتاب الناسخ میں اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۃ الحجر مکہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن الزبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سورۃ الحجر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝۲

''الف، لام، را۔ یہ آیتیں ہیں کتاب (الٰہی) کی اور روشن قرآن کی (عذاب میں گرفتار ہونے کے بعد) بہت آرزو کریں گے کفار کہ کاش وہ مسلمان ہوتے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الٓرٰ اور الٓمّ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ فواتح ہیں، ان سے کلام کا آغاز کیا جاتا ہے۔ اور الْكِتٰبِ سے مراد تورات اور انجیل ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے الْكِتٰبِ سے مراد قرآن سے پہلے نازل شدہ کتابیں ہیں۔ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ اور قرآن اللہ تعالیٰ کی ہدایت، رشد اور خیر کو بیان کرتا ہے۔(2)

ابن ابی حاتم نے سدی عن ابی مالک وابی صالح عن ابن عباس وعن مرۃ عن ابن مسعود وناس من الصحابۃ کے سلسلہ سے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنگ بدر میں جب کفار کی گردنیں اڑائی گئیں، جب انہیں آگ پر پیش کیا گیا تو انہوں نے اظہار حسرت کرتے ہوئے کہا کہ کاش! وہ محمد ﷺ پر ایمان لانے والے ہوتے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عباس سے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ حسرت کا اظہار کافر قیامت کے دن کریں گے۔ کافر کہیں گے کاش! ہم موحد ہوتے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کافر جب جہنمیوں کو دوزخ سے نکل کر جنت میں جاتے ہوئے دیکھیں گے تو وہ حسرت سے کہیں گے لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ۔(4)

امام سعید بن منصور، ہناد بن السری (الزہد میں) ابن جریر، ابن المنذر، حاکم انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ شفاعت قبول فرماتا رہے گا اور جنت میں (مجرموں کو) داخل کرتا رہے گا، شفاعت کرتا رہے گا اور رحم کرتا رہے گا حتی کہ ارشاد ہوگا جو بھی مسلمان تھا وہ جنت میں چلا جائے۔ اس وقت کافر کہیں گے کاش! ہم بھی موحد ہوتے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 5 دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 7

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 9

امام ابن المبارک نے الزہد میں، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے البعث میں ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کا ذکر کیا اور فرمایا: یہ اس وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ گناہ گار مسلمانوں اور مشرکوں کو آگ میں جمع کرے گا تو مشرکین، مسلمانوں کو طعنہ دیں گے کہ تم جس کی عبادت کرتے تھے۔ اس نے تمہیں بھی تو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا۔ پس اللہ تعالیٰ مشرکین پر غضب کا اظہار فرمائے گا اور مسلمانوں کو اپنی رحمت وفضل سے دوزخ سے نکال دے گا۔(1)

امام سعید بن منصور، ہناد اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے جب ہر وہ شخص دوزخ سے نکل آئے گا جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا ہوگا تو کافر حسرت کا اظہار کریں گے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا اور وہ آگ میں رہیں گے جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر مشرکین ان کو طعنہ دیں گے اور کہیں گے تمہاری تصدیق نے بھی تو تمہیں کچھ فائدہ نہیں دیا، پس اس وقت ہر موحد کو آگ سے اللہ تعالیٰ نکال دے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ۔(2)

امام ابن ابی عاصم نے السنہ میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دوزخی دوزخ میں جمع ہوں گے اور ان کے ساتھ اہل قبلہ میں سے کچھ لوگ ہوں گے جن کو اللہ چاہے گا۔ کفار مسلمانوں کو کہیں گے کہ کیا تم مسلمان نہیں تھے، وہ کہیں گے ہم واقعی مسلمان تھے۔ کفار کہیں گے تمہارے اسلام نے تمہیں کچھ فائدہ نہ دیا، تم ہمارے ساتھ دوزخ میں ہو؟ مسلمان کہیں گے ہمارے کچھ گناہ تھے جن کی وجہ سے ہم پکڑے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ گفتگو سن کر فرمائے گا کہ جو اہل قبلہ میں سے دوزخ میں ہے انہیں دوزخ سے نکال دو۔ کافر جب یہ دیکھیں گے تو کہیں گے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے، ہم بھی دوزخ سے نکالے جاتے جس طرح یہ نکالے گئے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، الٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ۝ رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ۔(3)

امام اسحٰق بن راہویہ، ابن حبان، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ان سے پوچھا گیا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے کچھ سنا ہے؟ ابوسعید نے فرمایا: ہاں میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین میں سے کچھ لوگوں کو آگ سے نکالے گا ان کو سزا دینے کے بعد۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرکین کے ساتھ (ان کے گناہوں کی وجہ سے) دوزخ میں داخل کیا ہوگا۔ مشرکین انہیں کہیں گے کہ کیا تم کہتے نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 7
2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 689، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 6

تھے کہ تم دنیا میں اللہ کے دوست ہو؟ اب تم ہمارے ساتھ آگ میں کیوں ہو؟ جب اللہ تعالیٰ ان کی یہ گفتگو سنے گا تو اللہ تعالیٰ ان گناہ گار مومنین کے حق میں اذن شفاعت دے گا، پس ملائکہ، انبیاء اور مومنین ان کی سفارش کریں گے تو وہ اذن الٰہی سے دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے۔ جب مشرکین یہ منظر دیکھیں گے تو کہیں گے کاش! ہم بھی ان کی مثل ہوتے، ہمیں بھی شفاعت کا فائدہ ہوتا، ہم بھی ان کے ساتھ نکل جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں یہی مراد ہے، دوزخ سے نکلنے کے بعد مومنین کا نام جنت میں جہنمیون ہوگا کیونکہ ان کے چہروں پر سیاہی لگی ہوگی۔ جہنمیون عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم سے ہمارا یہ نام دور کر دے پس اللہ تعالیٰ انہیں جنت کی نہر میں غسل کرنے کا حکم دیں گے تو ان کا یہ نام زائل ہو جائے گا۔

امام ہناد بن السری، طبرانی (الاوسط میں) اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اپنے گناہوں کے سبب دوزخ میں داخل ہوں گے انہیں لات وعزیٰ کے پجاری کہیں گے تمہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قول نے کیا فائدہ دیا؟ تم بھی ہمارے ساتھ دوزخ میں ہو۔ اللہ ان کے لیے غضب کا اظہار کرے گا۔ پھر کلمہ گو لوگوں کو دوزخ سے نکال کر نہر حیات میں ڈالے گا۔ پس وہ جلن کے نشانوں سے اس طرح صاف ہو جائیں گے جیسے چاند گرہن سے صاف ہو جاتا ہے۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہ انہیں جہنمیون کا نام دیا جائے گا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے پہلے قیامت کے روز جس شخصیت کو اذن کلام اور اذن شفاعت اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا، وہ محمد ﷺ ہیں۔ ارشاد ہوگا محبوب! تو کہہ تیری بات سنی جائے گی، تو مانگ عطا کیا جائے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ سجدہ میں گر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کریں گے اور ایسی ثناء کریں گے کہ پہلے کسی نے ایسی ثناء نہیں کی ہوگی۔ ارشاد الٰہی ہوگا (اے حبیب!) سر اٹھاؤ، آپ سجدہ سے سر اٹھائیں گے اور عرض کریں گے امتی...... امتی (اے اللہ میری امت کو بخش دے) آپ کی امت میں سے دوزخ میں موجود لوگوں کا ایک تہائی حصہ آپ کی خاطر دوزخ سے نکال دیا جائے گا۔ پھر ارشاد ہوگا: کہو آپ کی بات سنی جائے گی، مانگو! عطا کیا جائے گا پھر آپ سجدہ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی ایسی ثناء کریں گے کہ ایسی کسی نے نہیں کی ہوگی۔ ارشاد ہوگا: اے محبوب سر اٹھاؤ، آپ سر اٹھائیں گے اور عرض کریں گے ای رب امتی...... امتی اے میرے پروردگار! میری امت کو بخش دے۔ پھر دوسرا ثلث آپ کی امت میں سے دوزخ سے نکالا جائے گا۔ پھر ارشاد ہوگا کہو، تمہاری بات سنی جائے گی، مانگو، عطا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ پھر سجدہ میں جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی ثناء کریں گے جو کسی نے پہلے نہیں کی ہوگی۔ ارشاد ہوگا اپنا سر اٹھاؤ، آپ ﷺ سر اٹھایں گے اور عرض کریں گے اے میرے پروردگار! میری امت کو بخش دے، پس باقی ثلث بھی آپ کی خاطر دوزخ سے نکال دیا جائے گا۔ حضرت الحسن سے کہا گیا کہ حضرت ابوحمزہ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ حضرت الحسن نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوحمزہ پر رحم فرمائے، وہ چوتھی باری بھول گئے ہیں، پوچھا گیا: چوتھی باری کیا ہوگا۔ فرمایا جس کے پاس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے سوا کوئی نیکی نہیں ہوگی یہ لوگ دوزخ میں باقی ہوں گے، سرکار مدینہ ﷺ عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! میری

1۔ مجمع الزوائد، کتاب البعث، جلد 10، صفحہ 690 (18533)، دار الفکر بیروت

امت پر رحم فرما، ارشاد ہوگا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نجات عطا فرماتا ہے۔ حتی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والا کوئی شخص بھی دوزخ میں نہیں رہے گا۔ اس وقت اہل جہنم کہیں گے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ (الشعراء) اور رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ سے یہی مراد ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی بار کھڑے ہوں گے اور شفاعت فرمائیں گے۔ پس مشرکین کے سوا کوئی بھی دوزخ میں نہیں رہے گا۔ اس قول رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ سے یہی مراد ہے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن شاہین رحمہما اللہ (نے السنہ میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام امتوں کے گناہ کبیرہ کے مرتکبین جو کبائر کرتے ہوئے مرے ہوں گے اور اپنے گناہوں پر توبہ اور شرمندگی کا اظہار نہیں کیا ہوگا، ان میں کچھ جہنم میں داخل ہوں گے، نہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور نہ ان کے چہرے کالے ہوں گے، نہ انہیں شیاطین کے ساتھ ملایا جائے گا اور نہ انہیں زنجیروں میں جکڑا جائے گا، نہ وہ گرم پانی پئیں گے اور نہ تارکول کا لباس پہنیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کی وجہ سے ان کے جسموں کے لیے ہمیشہ دوزخ میں رہنا حرام قرار دیا ہے اور ان کی صورتوں کو مسخ کرنا آگ پر حرام قرار دیا ہے، ان کے سجود کی وجہ سے، ان میں سے کچھ لوگوں کے قدموں تک آگ پہنچے گی، بعض کے ٹخنوں تک پہنچے گی، بعض کی رانوں تک پہنچے گی، بعض کی پیٹھ تک پہنچے گی، بعض کی گردن تک پہنچے گی، (یعنی) ان کے اعمال اور گناہوں کے مطابق انہیں آگ پہنچے گی، پھر بعض اس آگ میں ایک مہینہ ٹھہریں گے پھر باہر نکل آئیں گے، بعض ایک سال ٹھہریں گے پھر نکل آئیں گے اور زیادہ سے زیادہ ٹھہرنا دنیا کی تخلیق سے اس کے فنا ہونے کی مدت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوزخ سے نکالنے کا ارادہ کرے گا (تو اتفاق سے اس وقت) نصاری، یہود اور دوسرے بت پرست اور عقائد باطلہ کے حامل لوگ دوزخ میں موجود اہل توحید سے کہیں گے: تم اللہ تعالیٰ، اس کی کتب اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے جب کہ ہم اور تم دوزخ میں اکٹھے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر غضب کا ایسا اظہار فرمائے گا کہ پہلے کبھی ایسا نہیں فرمایا ہوگا۔ پس وہ موحدین کو اس چشمہ کی طرف نکالے گا جو جنت اور پل صراط کے درمیان ہے پس وہ سیلاب کی وجہ سے دریاؤں کے کناروں پر اگنے والی بوٹیوں کی طرح فوراً اگ آئیں گے (یعنی ان کے جسم صحیح وسلامت ہو جائیں گے) پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے چہروں پر لکھا ہوگا ھٰٓؤُلَآءِ جَھَنَّمِیُّوْنَ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ۔ یہ جہنمی ہیں اور رحمٰن کے آزاد کردہ ہیں۔ وہ جنت میں رہیں گے جتنا ان کا ٹھہرنا اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس نام کے مٹانے کی التجاء کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جو یہ نام مٹا دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کچھ اور ملائکہ بھیجے گا جن کے پاس آگ کے کیل ہوں گے۔ وہ دوزخ میں باقی ماندہ لوگوں پر لگائیں گے۔ وہ ہمیشہ ان کو یہ کیل لگاتے رہے گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر انہیں فراموش کر دے گا اور وہ اہل جنت کو نعمتیں اور لذات عطا فرما رہا ہوگا۔ اس وقت کافر کہیں گے: کاش! ہم مسلمان ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت زکریا بن یحییٰ صاحب القضیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابو غالب سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مجھے ابو امامہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بتایا ہے کہ یہ آیت خوارج کے متعلق نازل ہوئی جب وہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں، امت اور جماعت سے درگزر فرمایا ہے تو وہ کہیں گے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے۔

امام الحاکم رحمہ اللہ نے الکنی میں حضرت حماد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابراہیم سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ مشرکین، دوزخ میں داخل ہونے والے اہل اسلام سے کہیں گے: اس نے تمہیں کیا فائدہ دیا جس کی تم عبادت کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر غضب کا اظہار فرمائے گا پھر فرشتوں اور انبیاء سے کہے گا: تم ان کی سفارش کرو۔ وہ ان کی سفارش کریں گے تو وہ دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے حتیٰ کہ ابلیس بھی ان مسلمانوں کے ساتھ داخل ہونے کی امید کرے گا۔ اس وقت کافر کہیں گے کاش! ہم مسلمان ہوتے۔

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ③

''انہیں رہنے دیجیے وہ کھائیں (پئیں) اور عیش کریں اور غافل رکھے انہیں (جھوٹی) امید، کچھ عرصہ بعد وہ (حقیقت کو خود بخود) جان لیں گے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے کہ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا میں جمع ضمیروں کا مرجع کافر ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ ذَرْهُمْ کا معنی خَلِّ عَنْهُمْ ہے یعنی انہیں چھوڑیئے۔

امام احمد نے الزہد میں طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس امت کی پہلی صلاح زہد اور یقین کے ساتھ ہے اور آخر میں اس کی ہلاکت بخل اور امید کے ساتھ ہے۔(1)

احمد، ابن مردویہ نے ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی اپنے سامنے، ایک اپنے پہلو کی طرف اور ایک اپنے پیچھے لگائی فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ انسان ہے، یہ اس کی موت ہے اور یہ اس کی امید ہے۔ وہ امید کی طرف جاتا ہے، اس سے پہلے پہلے ہی موت اس کو کھینچ لیتی ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الامل میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان، امید اور موت کی مثال دی گئی ہے، موت انسان کے پہلو کی طرف ہوتی ہے اور امید اس کے سامنے ہوتی ہے۔ وہ امید طلب کر رہا ہوتا ہے کہ اچانک موت آجاتی ہے اور اسے کھینچ لیتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کئی خط کھینچے پھر ان

1۔ شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، جلد 7، صفحہ 345 (10526)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 18، دار صادر بیروت

کے ساتھ اور خط کھینچا، پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ ابن آدم کی مثال ہے اور یہ خط اس کی امید ہے، جونہی وہ امید کی طرف بڑھتا ہے ادھر موت آجاتی ہے۔

وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا وَ لَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا یَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۵

''اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر یہ کہ اس کی (ہلاکت کا وقت) لکھا ہوا تھا جو معلوم تھا نہ آگے بڑھ سکتی ہے کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے''۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ کا معنی اجل معلوم کیا ہے اور مَا یَسْتَاْخِرُوْنَ کا معنی لَا مُسْتَاْخِرَ بَعْدَهٗ کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو ایک لحظہ کے لیے مؤخر ومقدم نہیں ہوتا اور جس کی موت کا ابھی وقت نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ جتنا چاہتا ہے اس کو مؤخر کرتا ہے اور جتنا چاہتا ہے مقدم کرتا ہے۔(1)

وَ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝۶ لَوْ مَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۷ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِیْنَ ۝۸ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹

''اور وہ کہنے لگے اے وہ شخص اتارا گیا جس پر قرآن بے شک تو مجنون ہے تو کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتوں کو اگر تو سچا ہے ہم نہیں اتارا کرتے فرشتوں کو مگر حق کے ساتھ اور انہیں اس کے بعد مزید مہلت نہیں دی جاتی بے شک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے: نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ میں ذکر سے مراد قرآن ہے۔(2)

ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر نے ابن جریر سے لَوْ مَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰٓىِٕكَةِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت سے لے کر وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ (الحجر:14) تک تقدیم وتاخیر ہے۔ یعنی اگر ہم کھول بھی دیتے ان پر دروازہ آسمان سے اور وہ سارا دن اس میں سے اوپر چڑھتے رہتے (یعنی فرشتے) تو پھر وہ یہی کہتے کہ ہماری تو نظریں بند کر دی گئی ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ کے تحت روایت کیا ہے کہ الحق سے مراد پیغام اور عذاب ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 10 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 11 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 15 4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 12

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے وَ مَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعنی اگر فرشتے نازل ہوتے تو انہیں عذاب دینے میں مہلت نہ دی جاتی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ قرآن کی ہم اپنے پاس حفاظت کرنے والے ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے: اس کی تائید دوسری آیت کریمہ سے ہوتی ہے: لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ (فصلت:42) ''اس کے نزدیک نہیں آ سکتا باطل نہ اس کے سامنے اور نہ پیچھے سے''۔ اس آیت میں الْبَاطِلُ سے مراد ابلیس ہے۔ فرماتے ہیں: قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اور پھر اس نے ہی اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ ابلیس اس قرآن میں باطل کا اضافہ نہیں کر سکتا اور نہ اس سے حق کو کم کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے خود اس سے اس کی حفاظت فرمائی ہے۔(2) (واللہ اعلم بالصواب)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾

''اور بے شک ہم نے بھیجے (پیغمبر) آپ سے پہلے اگلی امتوں میں اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی رسول مگر وہ اس کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے اسی طرح ہم داخل کرتے ہیں گمراہی کو مجرموں کے دلوں میں وہ نہیں ایمان لائیں گے اس پر اور گزر چکی ہے پہلوں کی یہی روش''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ سے مراد اُمَمِ الْاَوَّلِيْنَ ہے یعنی پہلی امتیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہما سے كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ الخ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ شرک کو ہم مشرکوں کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان نہ لانا داخل کر دیا ہے۔ وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ فرماتے ہیں پہلی امتوں میں اللہ تعالیٰ کے حادثات و واقعات گزر چکے ہیں۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 12 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 13
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 14 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 15-14

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے کَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں (ان کے کرتوتوں اور ہٹ دھرمی کی سزا کے طور پر) ایمان لانے سے روک دیا اور راہ راست سے دور کر دیا۔ (1)

وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾

''اور اگر ہم کھول بھی دیتے ان پر دروازہ آسمان سے، اور وہ سارا دن اس میں سے اوپر چڑھتے رہتے پھر بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری تو نظریں بند کر دی گئی ہیں بلکہ ہم ایسی قوم ہیں جن پر جادو کر دیا گیا ہے''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ کے تحت فرمایا ہے یعنی اگر ہم ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں اور یہ فرشتوں کو آسمان کی طرف آتا جاتا دیکھ بھی لیں تو پھر بھی مشرکین یہی کہیں گے کہ ہماری نظریں بند کی گئی ہیں، ہم پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا ہے اور ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔ (2)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ روایت کیا ہے فرماتے ہیں؟ اس آیت کا تعلق لوماتاتینا سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مشرکین قریش فرشتوں کو آسمان پر چڑھتے ہوئے دیکھ بھی لیں تو یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھیں بند کر دی گئی ہیں۔ (3)

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ سُكِّرَتْ کا معنی سدت ہے (بند کر دی گئیں)۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سُكِّرَتْ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ (5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تشدید کے ساتھ پڑھا ہے جنہوں نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے انہوں نے اس کا معنی سوت کیا ہے۔ (6)

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 14 — 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 15 — 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 17 — 5۔ ایضاً — 6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 18

خَزَآىِٕنُهٗ ٞ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۝۲۱ وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ۝۲۲ وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ۝۲۳

’’بے شک ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور ہم نے آراستہ کر دیا ہے آسمان کو دیکھنے والوں کے لیے اور ہم نے محفوظ کر دیا ہے آسمان کو ہر شیطان سے جو راندہ ہوا ہے بجز اس کے جو چوری چھپے سن لے تو (اس صورت میں) تعاقب کرتا ہے اس کا ایک روشن شعلہ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور گاڑ دیئے اس میں محکم پہاڑ اور ہم نے اگادی اس میں ہر چیز اندازے کے مطابق اور ہم نے بنا دیئے تمہارے لیے بھی اس میں رزق کے سامان اور ان کے لیے بھی جنہیں تم روزی دینے والے نہیں ہو اور نہیں کوئی چیز مگر ہمارے پاس اس کے خزانے (بھرے پڑے) ہیں اور ہم نہیں اتارتے اسے مگر ایک معلوم اندازے کے مطابق پس ہم بھیجتے ہیں ہواؤں کو باردار بنا کر پھر ہم اتارتے ہیں آسمان سے پانی پھر ہم پلاتے ہیں تمہیں وہی پانی اور تم اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو اور بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی (ان سب کے) وارث ہیں‘‘۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اس کا معنی بڑے بڑے ستارے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ سے بُرُوْجًا کا معنی قصور (محلات) کیا ہے جن میں آسمان کے محافظ رہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ کے تحت رَّجِیْمٍ کا معنی ملعون روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب وہ چوری چھپے جھپٹ لینا چاہتا ہے جیسا کہ اس ارشاد میں ہے اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ (الصفات:10) ’’مگر جو شیطان کچھ جھپٹ لینا چاہتا ہے‘‘۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اس قول کی طرح ہے اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ۝۱۰ (الصافات)۔ ضحاک فرماتے ہیں: ابن عباس فرماتے تھے کہ شہاب ثاقب اسے قتل نہیں کرتا بلکہ اسے جلا دیتا ہے، اسے پاگل کر دیتا ہے اور قتل کیے بغیر زخمی کر دیتا ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 20، داراحیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 21　　4۔ ایضاً

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جریر بن عبداللہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آسمان دنیا اور سفلی زمین کے متعلق بتایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان دنیا کو اللہ تعالیٰ نے دھویں سے پیدا فرمایا پھر اسے بلند کیا اور اس میں سورج، روشنی کرنے والا چاند بنایا اور اسے ستاروں کے چراغوں کے ساتھ آراستہ کیا اور ان ستاروں کو شیطان کے مارنے کے لیے بنایا اور اس کی ہر راندے ہوئے شیطان سے حفاظت فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا: وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا (النازعات) یعنی اور زمین کو بعد از اں بچھا دیا)۔ فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ام القریٰ مکہ ہے، اس سے زمین کو بچھایا گیا۔

قتادہ فرماتے ہیں حضرت الحسن فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے مٹی کو پکڑا اور فرمایا پھیل جا۔ وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ فرماتے ہیں رواسی سے پہاڑ مراد ہے۔ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ فرماتے ہیں مَّوْزُوْنٍ سے مراد معلوم و مقسوم ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَّوْزُوْنٍ کا مطلب معلوم نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی مقدر روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَّوْزُوْنٍ کا مطلب مقدر بقدر ہے۔ یعنی اندازے کے مطابق۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کا وزن کیا جاتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہاڑوں میں جو سرمہ وغیرہ پیدا کیے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں تم چوپاؤں اور جانوروں کو خوراک دینے والے نہیں ہو۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت منصور رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ تم وحشی جانوروں کو خوراک مہیا کرنے والے نہیں ہو۔(6)

امام البزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے خزائن کلام ہیں جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے کن فرماتا ہے تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ کے تحت روایت کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 21　2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 22　3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 23

4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 24　6۔ ایضاً

ہے کہ اس سے مراد خاص بارش کے خزانے ہیں۔(1)

ابن المنذر رنے مجاہد سے وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ یعنی ہم بارش کوایک معلوم اندازے کے مطابق اتارتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں الحکم بن عتیبہ سے وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ، الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر سال بارش برابر نازل کی جاتی ہیں، نہ کسی سال زیادہ ہوتی ہے اور نہ کسی سال کم ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کسی قوم پر برسائی جاتی ہے اور دوسری قوم کو محروم رکھا جاتا ہے اور کبھی بارش سمندر پر برستی ہے۔ فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر بھی پہنچی ہے بارش کے قطرات کے ساتھ ابلیس کی اولاد اور آدم کی اولاد سے زیادہ فرشتے اترتے ہیں، وہ ہر قطرہ کو شمار کرتے ہیں جہاں وہ گرتا ہے، جو وہ اگاتا ہے اور جو ان بوٹیوں اور پودوں سے رزق حاصل کرتے ہیں۔(2)

امام ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب سے اللہ تعالیٰ نے بارش نازل کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، بارش کبھی بھی کم نہیں ہوئی لیکن کبھی کسی زمین میں دوسری زمین کی بنسبت زیادہ ہوتی ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔

امام ابن جریر، ابن المنذ راور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کسی سال دوسرے سال کی بنسبت زیادہ بارش نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے بارش کو بھیجتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ٘ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔(3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے سے زیادہ کمانے والا نہیں نہ کسی سال دوسرے سال کی بنسبت بارش زیادہ ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے پھیرتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی سال، دوسرے سال کی بنسبت بارش زیادہ نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ شہروں میں سے جس شہر کی طرف پھیرنا چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اور آسمان سے ہر قطرہ اور ہوا کا ہر جھونکا میزان اور پیمانہ کے ساتھ اترتا اور نکلتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بارش کا ہر قطرہ میزان کے ساتھ اترتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کی کتاب حق ہے، لوگوں نے کہا کیوں نہیں واقعی حق ہے۔ فرمایا: یہ آیت پڑھو وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ٘ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔ کیا تم اس پر ایمان نہیں لاتے اور تم جانتے نہیں کہ یہ حق ہے، لوگوں نے کہا: کیوں نہیں! فرمایا اس کے بعد پھر تم مجھے کیسے ملامت کرتے ہو؟ الاحنف کھڑا ہوا اور کہا: اے معاویہ! اللہ کی قسم! ہم تجھے اللہ کے خزائن میں جو ہے اس پر ملامت نہیں کر رہے بلکہ ہم تجھے اس پر ملامت کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خزائن نازل کیے تو نے انہیں اپنے خزائن میں جمع کر لیا ہے اور ان پر دروازہ بند کر دیا ہے۔ اس پر حضرت معاویہ خاموش ہو گئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 26 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

ابن ابی الدنیا نے کتاب السحاب میں، ابن جریر، ابوالشیخ (نے العظمہ میں) ابن مردویہ اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ضعیف سند کے ساتھ ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جنوب کی ہوا جنت سے ہے اور یہی باردار ہوا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ اس میں لوگوں کے لیے کئی منافع ہیں اور شمالی ہوا آگ سے ہے۔ وہ نکل کر جنت سے گزرتی ہے تو اسے جنت سے ایک جھونکا لگتا ہے، تو وہ اسے ٹھنڈا کر دیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الصبا کے ذریعے میری مدد کی گئی۔ اور دبور کے ساتھ قوم عاد ہلاک کی گئی اور جنوب جنت سے ہے اور یہی باردار ہوا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور الخرائطی رحمہم اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہوا کو بھیجتا ہے، وہ پانی اٹھاتی ہے پھر اس کے ساتھ بادل بوجھل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ دودھ دینے والی اونٹنی کے دودھ کی طرح ٹپکتا ہے، پھر بارش برساتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہما اللہ (نے العظمہ میں) حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہوا کو بھیجتا ہے وہ پانی کو اٹھاتی ہے، پھر بادل اس پانی کے ساتھ چلتا ہے پھر دودھ دینے والی اونٹنی کے دودھ کی طرح ٹپکتا ہے۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: باردار ہوائیں درختوں کو باردار کرتی ہیں اور بادلوں کو چلاتی ہیں۔(3)

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابورجاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: یہ درختوں کو باردار کرتی ہیں میں نے کہا: کیا یہ بادلوں کے لیے بھی ہوتی ہے؟ فرمایا ہاں یہ بادل کو چلاتی ہے حتی کہ وہ برسنے لگتا ہے۔(4)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ سے مذکورہ آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ بادل میں پانی کو ملاتی ہیں۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ان ہواؤں کو اللہ تعالیٰ بادل کی طرف بھیجتا ہے، وہ اسے بوجھل کر دیتی ہیں پھر وہ پانی سے بھر جاتا ہے۔(6)

ابن المنذر نے عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: باردار ہوائیں بیت المقدس کی چٹان کے نیچے سے نکلتی ہیں۔

امام ابن حبان، ابن السنی (نے عمل یوم ولیلہ میں) طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سلمہ بن الاکوع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ہوا تیز چلتی تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ لَقْحًا لَا عَقِیْمًا۔ اے اللہ! اس ہوا کو رحمت بنا دے، اسے باعث عذاب نہ بنا۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 30 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 27 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 29
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 29 6۔ ایضاً
7۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 318 (7770) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ (نے العظمۃ میں) حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بشارت دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے جو زمین کو صاف کر دیتی ہیں پھر بادلوں کو چلانے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے جو بادلوں کو اڑاتی ہیں پھر وہ انہیں ٹکڑے ٹکڑے بنا دیتی ہیں پھر بادلوں کو جمع کرنے والی ہوائیں بھیجتا ہے جو انہیں تہہ در تہہ بنا دیتی ہیں پھر باردار ہواؤں کو بھیجتا ہے جو بادل کو باردار کرتی ہے پھر وہ بارش برساتا ہے۔(1)

امام ابن المنذر نے عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: ہوائیں چار قسم کی ہیں: ایک ہوا عام ہوتی ہے، دوسری ہوا بادلوں کے ٹکڑے بناتی ہے، تیسری ہوا انہیں (تہہ در تہہ) ٹیلوں کی طرح کرتی ہے اور چوتھی ہوا بارش برساتی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ لَوَاقِحَ سے مراد یہ ہے کہ وہ ہوائیں بادلوں کو جمع کرتی ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے: بما نعین یعنی تم اس کو روکنے والے نہیں ہو۔ اور الْوٰرِثُوْنَ سے مراد الباقین ہے یعنی ہم باقی رہنے والے ہیں۔(2)

وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ﴿۲۴﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ﴿۲۵﴾

''اور یقیناً ہم جانتے ہیں ان کو بھی جو گزر چکے ہیں تم میں سے اور یقیناً ہم جانتے ہیں بعد میں آنے والوں کو اور بے شک آپ کا پروردگار ہی انہیں (روز قیامت) جمع کرے گا، بے شک وہ بڑا دانا سب کچھ جاننے والا ہے''۔

امام الطیالسی، سعید بن منصور، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابوالجوزاء کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک خوبصورت عورت نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتی تھی تو بعض لوگ پہلی صف میں آگے چلے جاتے تاکہ اس عورت پر نظر نہ پڑے۔ بعض لوگ اس کو دیکھنے کے لیے پچھلی صف میں ہو جاتے، جب رکوع کرتے تو اپنی بغلوں کے نیچے سے اسے دیکھتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ الخ۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ نماز کی صفوں کے بارے نازل ہوئی (4) امام ترمذی فرماتے ہیں یہ اصح ہے۔

امام ابن مردویہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ سے مراد اگلی صفیں ہیں اور الْمُسْتَاْخِرِیْنَ سے مراد پچھلی صفیں ہیں۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مروان بن الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کچھ لوگ عورتوں کی وجہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 29 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 30 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 34
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 256، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 385، دار الکتب العلمیہ بیروت

پچھلی صفوں میں ہو جاتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت داؤد بن صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سہل بن حنیف الانصاری نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ آیت کن لوگوں کے متعلق نازل ہوئی وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ الخ؟ میں نے کہا: جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ نماز کی صفوں کے بارے نازل ہوئی ہے۔

ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں سے بلند مرتبہ صف پہلی ہے اور کم مرتبہ صف آخری ہے، اور عورتوں کی صفوف میں سے کم مرتبہ صف پہلی ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ اور ابویعلی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں زیادہ ثواب کی حامل پہلی صف ہے اور کم ثواب کی حامل آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں زیادہ ثواب والی آخری صف ہے اور کم ثواب والی پہلی صف ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں بہتر صف اگلی ہے اور کم مرتبہ پچھلی ہے اور عورتوں کی صفوں میں سے بہتر پچھلی ہے اور کم مرتبہ اگلی ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی صف فرشتوں کی صف کی مثل ہے، اگر تم اس کے ثواب کو جانتے تو تم اس کی طرف جلدی کرتے۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، دارمی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور الحاکم نے البراء بن عازب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر درود بھیجتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ پہلی صفوں پر درود بھیجتے ہیں۔ (6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف میں کمی دیکھی تو فرمایا پہلی صفوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ پس لوگ پہلی صف میں زیادہ ہو گئے۔ (7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو پہلی صفوف میں ہوتے ہیں۔ (8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عامر بن مسعود القریشی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ جان لیں جو (ثواب) پہلی صف میں ہے تو اس کے لیے قرعہ اندازی کریں۔ (9)

امام ابن ابی شیبہ، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 34 2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 133 (132)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 336، دار صادر بیروت 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 158، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 333 6۔ مستدرک حاکم، کتاب فضائل القرآن، جلد 1، صفحہ 769 (2128)، دار الکتب العلمیہ بیروت

7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 333، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 332 9۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 333

WWW.NAFSEISLAM.COM

رسول اللہ ﷺ پہلی صف کے لیے تین مرتبہ اور پچھلی صف کے لیے ایک مرتبہ دعا فرماتے تھے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نماز اور جنگ کی صفوف کے بارے میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت معتمر بن سلیمان عن شعیب بن عبدالمالک عن مقاتل بن سلیمان رحمہم اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی کہ یہ آیت جنگ کی صفوف کے بارے میں نازل ہوئی۔

معتمر فرماتے ہیں میں نے یہی بات اپنے باپ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: یہ تو جنگ کی فرضیت سے پہلے نازل ہوئی تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اطاعت الٰہی میں سبقت لینے والے اور اللہ کی معصیت و نافرمانی میں پیچھے رہنے والے ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ پہلی امتوں میں نیکی میں آگے بڑھنے والے اور نیکی میں سستی کرنے والوں کے بارے نازل ہوئی۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: الْمُسْتَقْدِمِيْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مر چکے ہیں اور الْمُسْتَاْخِرِيْنَ سے مراد زندہ لوگ ہیں جو ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ سے مراد آدم اور آپ کے ساتھی ہیں اور الْمُسْتَاْخِرِيْنَ سے مراد آپ کی وہ اولاد ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوئی اور اس نے پیدا ہونا ہے اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔(5)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الْمُسْتَقْدِمِيْنَ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کے ساتھ والی مخلوق ہے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور الْمُسْتَاْخِرِيْنَ سے مراد مخلوق کی اولاد ہے اور آپ بھی مخلوق ہیں ان سب کو اللہ عزوجل جانتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ نماز کی صفوں کے بارے نازل ہوئی ہے؟ محمد بن کعب نے فرمایا نہیں۔ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ سے مراد میت اور مقتول ہیں اور الْمُسْتَاْخِرِيْنَ سے مراد جو بعد میں ان کے ساتھ لاحق ہوں گے۔(6)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ اور مجاہد رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مر چکے ہیں اور جو ابھی زندہ ہیں۔(7)

امام ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ کچھ مخلوق اللہ نے پہلے پیدا کی کچھ بعد میں پیدا کی، اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے جو اس نے پہلے پیدا کی اور اس کو بھی جانتا ہے جو اس نے بعد میں پیدا کی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 332، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 33
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 34
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 32
5۔ ایضاً
6۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 256، دارالکتب العلمیہ بیروت
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 31

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں الْمُسْتَقْدِمِيْنَ سے مراد گزشتہ امتیں ہیں اور الْمُسْتَاْخِرِيْنَ سے مراد امت محمد ﷺ ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے تمام لوگوں کو جمع کرے گا۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ ان کو (پہلے) اور ان کو (پچھلے) تمام کو جمع کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت الشعبی سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سب کو جمع کرے گا۔(3)

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۶﴾

''اور بلاشبہ ہم نے پیدا کیا انسان کو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار گارا تھی''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین قسم کی مٹی سے پیدا کیا لیس دار مٹی، کھنکھناتی مٹی اور سیاہ بدبودار مٹی الطین اللازب، لیس دار عمدہ مٹی کو کہتے ہیں، صَلْصَالٍ نرم مٹی کو کہتے ہیں جسے آگ پر پکا کر برتن تیار کیے جاتے ہیں، حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ سیاہ بدبودار مٹی کو کہتے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: صَلْصَالٍ اس مٹی کو کہتے ہیں کہ اچھی جگہ پر پانی پڑے، وہ اس مٹی میں جذب ہو جائے، اس کے بعد مٹی خشک ہو جائے، پھر ٹھیکری کی طرح بجنے لگے۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صَلْصَالٍ اس خشک مٹی کو کہتے ہیں جو خشک ہونے کے بعد گیلی ہوتی ہو اور پھر خشک ہوتی ہو۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ صَلْصَالٍ اس مٹی کو کہتے ہیں جس میں ریت ملائی گئی ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صَلْصَالٍ اس مٹی کو کہتے ہیں جسے انگلی سے ٹھکرایا جائے تو آواز دینے لگے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صَلْصَالٍ اس خشک مٹی کو کہتے ہیں جس سے آواز سنی جائے (جب اسے انگلی سے ٹھکرایا جائے)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صَلْصَالٍ اس مٹی کو کہتے ہیں جس کو تو ہاتھوں میں نچوڑے تو تیری انگلیوں کے درمیان سے پانی نکل پڑے۔

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد گیلی مٹی ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 33　2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 35　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 36　5۔ ایضاً　6۔ ایضاً　7۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 38

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد بدبودار مٹی ہے۔(1)

الطستی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ابن عباس سے پوچھا کہ مجھے حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کے متعلق بتائیے آپ نے فرمایا حمأہ سیاہ بدبودار کیچڑ ہے اور مسنون سے مراد قالب میں ڈھالی ہوئی ہے۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ مفہوم جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا تو نے حمزہ بن عبدالمطلب کا یہ قول نہیں سنا جو اس نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں کہا ہے:

اَغَرُّ كَاَنَّ الْبَدْرَ مسنة وَجْهِهِ   جَلَا الْغَيْمَ عَنْهُ ضَوْءُهُ فَتَبَدَّدَا

"وہ روشن پیشانی والا ہے گویا اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کا عکس ہے اس کی چمک سے بادل چھٹ گیا ہے اور بکھر گیا ہے"۔

امام ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آدم علیہ السلام کو زمین سے پیدا کیا گیا پھر اسے زمین پر چھوڑ دیا گیا حتی کہ وہ لیس دار مٹی بن گیا۔ پھر کچھ عرصہ اسی طرح چھوڑا گیا تو وہ بدبودار مٹی بن گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ وہ چالیس دن ایک ڈھانچہ کی حالت میں پایا گیا حتی کہ وہ خشک ہو گیا پھر وہ ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی مٹی ہو گیا۔ جب اسے ٹھکرایا جاتا تو وہ بجنے لگتا۔ صَلْصَالٍ اور فخار حالت میں بھی اسی طرح پڑا رہا۔ واللہ اعلم۔(2)

وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ اَبٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳۵﴾

"اور جان کو ہم نے پیدا فرمایا اس سے پہلے ایسی آگ سے جس میں دھواں نہیں اور (اے محبوب!) یاد فرماؤ جب آپ کے رب نے کہا تھا فرشتوں کو میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو کھنکھناتی مٹی سے جو پہلے سیاہ بودار کیچڑ تھی۔ تو جب میں اسے درست فرما دوں اور پھونک دوں اس میں خالص روح اپنی طرف سے تو گر جانا اس کے سامنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 38 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 2، صفحہ 343، دار الفکر بیروت

سجدہ کرتے ہوئے۔ پس سربسجود ہو گئے فرشتے سارے کے سارے۔ سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کر دیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابلیس کیا وجہ ہے کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا۔ وہ (گستاخ) کہنے لگا میں گوارا نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا ہے بجنے والی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا (اے بے ادب) نکل جا یہاں سے تو مردود ہے اور بلاشبہ تجھ پر لعنت ہے روز جزا تک''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے الجان جنوں کی مسخ شدہ صورت ہے جیسا کہ بندر اور خنازیر انسان کی مسخ شدہ صورت ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے **الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ** کے تحت روایت کیا ہے کہ الجان سے مراد ابلیس ہے جو آدم سے پہلے پیدا کیا گیا تھا۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس ملائکہ کے قبائل میں سے ایک قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے جس کو جن کہا جاتا ہے۔ وہ ملائکہ میں سے ایسی آگ سے پیدا کیے گئے ہیں جس میں دھواں نہیں ہے۔ فرمایا: اور وہ جن جن کا ذکر قرآن میں ہے وہ آگ کے شعلہ سے پیدا کیے گئے ہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ** کے تحت روایت کیا ہے کہ اسے تمام لوگوں سے زیادہ خوب صورت پیدا کیا گیا تھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **نَّارِ السَّمُوْمِ** کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اتنی گرم آگ کہ وہ قتل کر دیتی ہے۔ (3)

امام الطیالسی، الفریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: **السَّمُوْمِ** وہ آگ ہے جس سے الجان کو پیدا کیا گیا، یہ جہنم کی آگ کا سترواں جزء ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی **وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ**۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کا سترواں جزء ہے اور یہ آگ اس آگ کا سترواں جزء ہے جس سے جان کو پیدا کیا گیا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی **وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ**۔

ابن ابی حاتم نے عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الجان اور الشیاطین، سورج کی آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، 4، ایضاً، جلد 14، صفحہ 41

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ
اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ
مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ
اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا
سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ
فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ
صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ
فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾

’’کہنے لگا اے میرے رب! پھر مہلت دے مجھے اس دن تک جب مردے (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک تو مہلت دیئے ہوئے گروہ میں سے ہے (جنہیں) وقت مقرر کے دن تک مہلت دی گئی ہے وہ بولا اے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بھٹکا دیا میں (برے کاموں کو) ضرور خوش نما بنادوں گا ان کے لیے زمین میں اور میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب کو سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے چن لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سیدھا راستہ ہے جو میری طرف آتا ہے بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلتا مگر وہ جو تیری پیروی کرتے ہیں گمراہوں میں سے اور بے شک جہنم وعدہ کی جگہ ہے ان سب کے لیے اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک حصہ مخصوص ہے یقیناً پرہیز گار اس دن باغوں اور چشموں میں (آباد) ہوں گے (انہیں حکم ملے گا) داخل ہو جاؤ ان جنتوں میں خیر و عافیت کے ساتھ بے خوف ہو کر اور ہم نکال دیں گے جو کچھ ان کے سینوں میں کینہ (وغیرہ) تھا وہ بھائی بھائی بن جائیں گے اور تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے نہیں پہنچے گی انہیں اس میں کوئی تکلیف اور نہ انہیں اس سے نکالا جائے گا‘‘۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ ابلیس موت کا ذائقہ نہ چکھنا چاہتا تھا۔ اسے کہا گیا تجھے مقرر وقت تک مہلت ہے فرماتے ہیں پہلے نفخہ کے وقت ابلیس مر جائے گا۔ پہلے اور دوسرے نفخہ کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے۔ فرماتے ہیں: ابلیس چالیس سال مرا پڑا رہے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک مہلت نہیں دی بلکہ ایک معلوم وقت تک اسے مہلت دی ہے۔

ابن جریر نے الضحاک سے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ الْمُخْلَصِيْنَ سے مراد مومنین ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی استثناء ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ حق اللہ کی طرف لوٹتا ہے، اس کا سیدھا راستہ ہے، وہ ٹیڑھا نہیں ہوتا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلَيَّ معنی اِلَيَّ ہے (یعنی میری طرف)(4)

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت زیاد بن ابی مریم اور عبد اللہ بن کثیر رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ دونوں حضرات هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ پڑھتے تھے اور کہتے تھے عَلَيَّ معنی اِلَيَّ ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُسْتَقِيْمٌ کا معنی رفیع روایت کیا ہے۔(6)

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ پڑھتے اور فرماتے مُسْتَقِيْمٌ کا معنی رفیع ہے۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ سے مُسْتَقِيْمٌ کا معنی رفیع روایت کیا ہے۔(8)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ میرے وہ بندے جن کے متعلق میں نے جنت کا فیصلہ کر دیا ہے اگر وہ کوئی گناہ کریں گے تو میں اسے معاف کر دوں گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابلیس پر لعنت کی گئی تو اس کی فرشتوں والی صورت سے تبدیلی ہوگئی، وہ اس سے گھبرا گیا اور زور سے چیخ ماری۔ پس دنیا میں قیامت تک اب ہر چیخ اس کی چیخ سے ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن قسیط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انبیاء کرام کی مساجد، ان کے شہروں سے باہر ہوتی تھیں، جب نبی کسی باب کے متعلق اپنے رب سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا تو وہ مسجد کی طرف نکل جاتا، پھر تقدیر الٰہی کے مطابق نماز پڑھتا پھر اپنا سوال پیش کرتا، ایک دفعہ ایک نبی علیہ السلام مسجد میں بیٹھے تھے کہ ابلیس آگیا، وہ نبی علیہ السلام اور قبلہ کے درمیان بیٹھ گیا۔ اس نبی علیہ السلام نے تین مرتبہ کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ابلیس نے کہا: تو مجھے بتا کہ کس چیز کے ساتھ تو مجھ سے نجات حاصل کرتا ہے؟ نبی علیہ السلام نے کہا بلکہ تو مجھے بتا کہ تو کس چیز کے ساتھ ابن آدم پر غالب آتا ہے؟ ہر ایک نے دوسرے سے بات کی، نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 42　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 43　4۔ ایضاً
5۔ ایضاً　6۔ ایضاً　7۔ ایضاً　8۔ ایضاً

سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ۔ ابلیس نے کہا میں نے یہ قول تیرے پیدا ہونے سے پہلے سنا ہے۔ نبی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (الاعراف: 200) میں جب بھی تیری آمد محسوس کرتا ہوں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، ابلیس نے کہا: تو نے سچ کہا: اسی کے ذریعے تو مجھ سے نجات پاتا ہے، نبی علیہ السلام نے کہا: تو کس چیز کے ساتھ بنی آدم پر غالب آتا ہے؟ ابلیس نے کہا: میں اسے غصہ اور خواہش کے ساتھ مغلوب کرتا ہوں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ دروازے یہ ہیں: جہنم، سعیر، لظی، الحطمہ، سقر، جحیم، ھاویہ، یہ نیچے والا دروازہ ہے۔

امام ابن المبارک، ہناد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، احمد (الزہد میں) ابن ابی الدنیا (نے صفۃ النار میں) ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں کئی طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں، وہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں، پہلے پہلا دروازہ بھرا جائے گا پھر دوسرا پھر تیسرا حتی کہ ساتوں دروازے بھر جائیں گے۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت خطاب بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جہنم کے دروازوں کی کیفیت جانتے ہو؟ ہم نے کہا: وہ اس طرح ہوں گے جیسے یہ (ہمارے) دروازے ہیں۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ اس طرح ہے، آپ نے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا اور اپنی انگلیوں کے درمیان کشادگی پیدا کر کے ارشاد فرمایا ہر دروازے کے اوپر ایک دروازہ ہوگا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت خلیل بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے سورۂ تبارک الذی اور حم السجدہ پڑھتے تھے۔ فرمایا: وہ سورتیں جن سے پہلے حم آتا ہے وہ سات ہیں، جہنم کے دروازے سات ہیں: جہنم، الحطمہ، لظی، سعیر، سقر، ھاویہ، جحیم، ان سورتوں میں سے ہر سورت ایک دروازہ پر کھڑی ہو جائے گی اور کہے گی: اے اللہ! جو مجھ پر ایمان رکھتا تھا اور میری تلاوت کرتا تھا اسے اس دروازے سے داخل نہ کر۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

امام بخاری (نے تاریخ میں)، ترمذی، ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں، ایک دروازہ اس شخص کے لیے ہے جس نے میری امت پر تلوار لہرائی۔ (3)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور البزار رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ کا ایک دروازہ ہے جو صرف اس شخص کے لیے ہے جس کا غصہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی (کے عمل) سے ٹھنڈا ہوا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ غم، پریشانی میں مبتلا کرنے والا اور سرد گرم اور بدبودار زنا کرنے والوں کے لیے ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کا ایک دروازہ صرف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 44	2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 49، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 205، دار الکتب العلمیہ بیروت

ان لوگوں کے لیے جنہوں نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے بے وفائی کی اور میرے بعد ان کا خون بہایا۔

امام احمد، ابن حبان، طبری، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت عتبہ بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور آگ کے سات دروازے ہیں، وہ ایک دوسرے سے افضل ہیں۔

امام سعید بن منصور، طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورج جہنم سے شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے، آسمان میں جونہی ایک بانس کے برابر بلند ہوتا ہے تو اس کے لیے دوزخ کا ایک دروازہ کھولا جاتا ہے حتیٰ کہ جب دوپہر کا وقت ہوتا ہے تو دوزخ کے سب دروازے کھولے جاتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ دوزخ کے سات طبقات ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ ان کی ترتیب یہ ہے: جہنم، لظی، الحطمۃ، السعیر، سقر، الجحیم، الھاویہ، جحیم میں ابوجہل ہے۔(2)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اعمال کے مطابق منازل ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم کے دروازوں کے نام یہ ہیں: الحطمۃ، الھاویہ، لظی، سقر، الجحیم، السعیر، جہنم۔ اور النار ان سب کا نام ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ جزء مقسوم کا مطلب یہ ہے کہ ہر طبقہ کے لیے علیحدہ فریق ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ایک باب یہود کے لیے ہے، ایک نصاریٰ کے لیے ہے، ایک صابئین کے لیے ہے، ایک مجوسیوں کے لیے ایک مشرکین عرب کے لیے ہے، ایک منافقین کے لیے اور ایک اہل توحید کے لیے ہے، جن کے نکلنے کی امید کی جاتی ہے اور دوسرے تمام لوگوں کے نکلنے کی امید نہیں کی جاتی۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صراط جہنم کے اوپر ہے اور انتہائی پھسلنی جگہ ہے، انبیائے کرام اس پر یہ دعا مانگ رہے ہوں گے اللھم سلم سلم۔ اس پر گزرنے والے بعض بجلی کی چمک کی طرح گزریں گے، بعض آنکھ جھپکنے کی دیر میں گزریں گے، بعض عمدہ گھوڑوں، خچروں اور اونٹوں کی رفتار سے گزریں گے، بعض تیز چلنے کی دیر میں گزریں گے، کامیاب ہونے والا مسلمان ہوگا اور مخدوش اس میں گرادیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں بعض وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگی، بعض کی پیٹھ تک ہوگی، بعض کے سینے تک ہوگی۔ یہ ان کے اعمال کے مطابق منازل ہیں۔ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ سے یہی مراد ہے۔ فرمایا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 45 2۔ ایضاً
3۔ ایضاً 4۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 258، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

جہنم کے ہر دروازے پر آگ کے ستر ہزار شامیانے ہیں اور ہر شامیانہ میں آگ کے ستر ہزار قبے ہیں اور ہر قبہ میں ستر ہزار آگ کے تنور ہیں، ان میں سے ہر تنور کے ستر ہزار آگ کے سوراخ ہیں اور ہر سوراخ میں ستر ہزار چٹانیں ہیں ان میں ہر چٹان پر ستر ہزار آگ کے سوراخ ہیں اور ان میں سے ہر سوراخ میں ستر ہزار آگ کے بچھو ہیں، ہر بچھو کے ستر ہزار آگ کے دم ہیں اور ان میں سے ہر دم میں آگ کے ستر ہزار مہرے ہیں اور ان میں سے ہر مہرے میں ستر ہزار زہر کے گھڑے ہیں، ستر ہزار آگ کو جلانے والے ہیں جو اس آگ کو جلاتے ہیں۔ فرمایا سب سے پہلے جو جہنم میں داخل ہوں گے، وہ دوزخ کے دروازے پر چار ہزار جہنم کے داروغے دیکھیں گے جن کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ ان کے دانت نکلے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے رحمت نکال لی ہوگی۔ ان میں سے کسی دل میں ذرہ برابر رحمت نہ ہوگی۔

ابونعیم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم ہر روز بھڑ کائی جاتی ہے اور ہر روز اس کے دروازے کھولے جاتے ہیں سوائے جمعہ کے دن کے۔ جمعہ کو نہ اس کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور نہ اس کو بھڑ کا یا جاتا ہے۔ (1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے زیادہ جہنم سے پناہ مانگنے کا حق اس وقت ہے جب اس کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ابی مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم سات آگوں پر مشتمل ہے، ہر اپنے سے نیچے والی آگ کی طرف دیکھتی ہے اس خوف سے کہ کہیں وہ اسے کھانہ جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آگ میں قید خانہ ہے جس میں برے ترین لوگ داخل ہوں گے، اس کا فرش آگ ہے، اس کی چھت بھی آگ ہے، اس کی دیواریں بھی آگ ہیں، اس میں آگ ہی بھڑکتی ہے۔

امام عبدالرزاق اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نوادر الاصول میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: شہید کے لیے ایک نور ہے اور جو حروریہ سے جنگ کرے گا اس کے لیے دس انوار ہیں۔ کعب فرماتے ہیں: جہنم کے سات دروازے ہیں، ایک دروازہ حروریہ کے لیے ہے۔ فرماتے ہیں: یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں نکلے تھے۔

امام ابن مردویہ اور الخطیب رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ کے تحت فرمایا: ایک جزء مشرکوں کا اور ایک جزء اللہ تعالیٰ کے بارے شک کرنے والوں کا اور ایک جزء اللہ تعالیٰ سے غفلت کرنے والوں کا۔

امام ترمذی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ آئے تو لوگ دوڑ دوڑ کر آپ کے پاس آئے۔ میں بھی آیا تا کہ آپ کے چہرہ اقدس کی زیارت کروں۔ میں نے جب آپ کا چہرہ دیکھا تو میں پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں۔ سب سے پہلی بات جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی وہ یہ تھی: اے لوگو! کھانا کھلاؤ، سلام پھیلاؤ، صلہ رحمی

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 5، صفحہ 188، مطبعۃ السعادۃ مصر

WWW.NAFSEISLAM.COM

کرو، رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اٰمِنِيْنَ فرمایا: موت سے مامون ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤ، نہ لوگ جنت میں مریں گے، نہ بوڑھے ہوں گے، نہ بیمار ہوں گے، نہ برہنہ ہوں گے اور نہ بھوکے ہوں گے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت لقمان بن عامر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا حتی کہ ان کے سینے سے اللہ تعالیٰ کینہ نکال دے گا۔ حتی کہ ایک انسان کے سینہ سے خون خوار درندے کی طرح کینہ نکال دے گا۔ (2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے سینوں میں دنیا کا آپس میں کینہ وغیرہ موجود ہوگا حتی کہ جب اپنے پلنگوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں سے دنیا کا کینہ نکال دے گا۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ سے غِلّ کا معنی عداوت نقل کیا ہے۔ (4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں ابو المتوکل الناجی نے ابو سعید الخدری کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومنین آگ سے نجات پا لیں گے تو انہیں جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا، دنیا میں انہوں نے ایک دوسرے پر جو مظالم کیے ہوں گے ان کا قصاص اور بدلہ چکایا جائے گا حتی کہ جب وہ (ان مظالم سے بھی) پاک اور صاف ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخلے کا اذن ملے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جنتیوں میں سے ہر شخص جنت میں اپنے مقام منزل کو، دنیا کی منزل و مقام سے زیادہ جانتا ہوگا۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کو مشابہت نہیں دی جا سکتی۔ مگر جمعہ پڑھنے والوں کے ساتھ جو جمعہ پڑھ کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں (یعنی جس طرح جمعہ کے بعد ہر شخص اپنے گھر کی طرف جاتا ہے بالکل اسی طرح ہر جنتی اپنے مقام اور منزل کی طرف جائے گا)۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی صراط کو عبور کر لیں گے تو انہیں دنیا میں ایک دوسرے پر ظلم کرنے کی وجہ سے پکڑ لیا جائے گا وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارے کینہ نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد الکریم بن رشید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل جنت، جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو ایک دوسرے کو غصہ آمیز نگاہوں سے دیکھ رہے ہوں گے لیکن جونہی اندر داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 144 (1334)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 46
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 47

WWW.NAFSEISLAM.COM

ان کے دلوں سے کینہ وغیرہ نکال دیں گے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ آیت ہم اہل بدر کے متعلق نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن ملیل رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت عرب کے تین قبائل بنو ہاشم، بنو تمیم اور بنو عدی اور ابو بکر و عمر کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے کثیر النواء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابو جعفر سے پوچھا کہ فلاں شخص نے مجھے علی بن الحسین سے روایت کرتے ہوئے یہ بات بتائی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے (کیا یہ بات درست ہے؟) ابو جعفر نے فرمایا: اللہ کی قسم! واقعی ان کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا ان میں کون سا کینہ تھا؟ فرمایا: زمانہ جاہلیت کا کینہ۔ بنو تمیم، بنو عدی، بنو ہاشم کے درمیان زمانہ جاہلیت میں کینہ وغیرہ تھا۔ جب یہ لوگ دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے تو آپس میں شیر و شکر ہو گئے۔ ایک دفعہ سیدنا ابو بکر کو کمر میں درد ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ گرم کر کے ان کی کمر پر رکھا اور اس کے ساتھ حضرت ابو بکر کی کمر کو گرم کیا تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابن طلحہ کو فرمایا: میں امید کرتا ہوں اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے ان سے مراد میں اور تیرا باپ ہیں۔ ہمدان کے ایک شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ زیادہ عدل فرمانے والا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر ایسی چیخ ماری کہ محل پھٹنے لگا، فرمایا: اگر ہم جنت کے مستحق نہیں تو پھر کس کو جنت میں داخلہ کی اجازت ہو گی۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، مجھے امید ہے کہ میں، عثمان، طلحہ اور زبیر انہی لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ان کے سینوں سے کینہ نکال دیں گے۔

امام الشیر ازی نے الالقاب میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ان دس صحابہ کرام کے متعلق نازل ہوئی: ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت النعمان بن بشیر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: اس آیت سے مراد عثمان، طلحہ، زبیر اور میں ہوں۔

امام ہناد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: عَلٰی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 46 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 47

WWW.NAFSEISLAM.COM

سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ وہ پلنگوں پر یوں آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے کہ ایک دوسرے کی گدی نہیں دیکھیں گے۔(1)

امام ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنتی ایک دوسرے کی گدی نہیں دیکھیں گے پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ۝ (الواقعہ)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالقاسم البغوی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ابی اوفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور یہ آیت تلاوت فرمائی اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ یعنی جنت میں اللہ کی رضا کے لیے آپس میں محبت کرتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔

ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے: لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ، فرماتے ہیں: نصب سے مراد مشقت اور اذیت ہے۔

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۝۴۹ وَ اَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ۝۵۰

"بتادو میرے بندوں کو کہ میں بلاشبہ بہت بخشنے والا از حد رحم کرنے والا ہوں اور (یہ بھی بتادو کہ) میرا عذاب بھی بہت دردناک عذاب ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح عن رجل من اصحاب النبی ﷺ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس دروازے سے ہمارے پاس تشریف لائے جس سے بنوشیبہ داخل ہوتے تھے، فرمایا: کیا میں تمہیں ہنستے ہوئے نہیں دیکھ رہا؟ پھر آپ واپس تشریف لے گئے حتی کہ حجر اسود کے پاس پہنچے تو قہقری چال سے واپس تشریف لائے اور فرمایا جب میں (تمہارے پاس) سے گیا تو جبریل امین آئے اور کہا: اے محمد! (ﷺ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہو انہیں بتادو کہ میں غفور رحیم ہوں اور یہ بھی بتادو کہ میرا عذاب بھی بہت دردناک ہے۔(2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مصعب بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کچھ صحابہ کرام کے پاس سے گزرے جو ہنس رہے تھے۔ فرمایا: جنت کو یاد کرو، دوزخ کو یاد کرو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

امام البزار، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ چند صحابہ کرام کے پاس سے گزرے جو کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ فرمایا کیا تم ہنس رہے ہو جنت اور دوزخ کا ذکر تمہارے سامنے ہے، اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔ پھر فرمایا: یہ فرشتہ ندا دے رہا ہے کہ میرے بندوں کو مایوس نہ کرو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 48 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 49 3۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 132، دارالفکر بیروت

184 امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا: اگر بندہ اللہ تعالیٰ کے عفو کی مقدار جان لے تو وہ حرام سے بھی اجتناب نہ کرے اور اگر اس کے عذاب کی مقدار جان لے تو اس کا سانس نکل جائے۔(1)

امام بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے رحمت کو تخلیق فرمایا تو سو رحمتیں پیدا فرمائیں پھر ننانوے رحمتوں کو اپنے پاس رکھا اور ایک رحمت کو پوری مخلوق میں پھیلایا، اگر کافر کو معلوم ہو جائے تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہو اور اگر مومن کو اللہ تعالیٰ کے اس عذاب کا علم ہو جائے جو اس کے پاس ہے تو وہ آگ سے بے خوف نہ ہو۔(2)

بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ایک گروہ کے پاس تشریف لے گئے جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم لوگ وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے، جب آپ چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی: اے محمد! میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور فرمایا: مبارک ہو، میانہ رو ہو جاؤ اور درست کام کرو۔(3)

وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿51﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ
قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿52﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ
عَلِيْمٍ ﴿53﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰۤى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿54﴾
قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿55﴾ قَالَ وَ مَنْ
يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿56﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا
الْمُرْسَلُوْنَ ﴿57﴾ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿58﴾ اِلَّاۤ اٰلَ
لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿59﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ
الْغٰبِرِيْنَ ﴿60﴾ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿61﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ
مُّنْكَرُوْنَ ﴿62﴾ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿63﴾ وَ
اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿64﴾ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 49 2۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2374 (6104)، دار ابن کثیر دمشق

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 22 (1058)، دار الکتب العلمیہ بیروت

الَّيْلِ وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ
تُؤْمَرُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَ قَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ
مُّصْبِحِيْنَ ﴿٦٦﴾ وَ جَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالَ اِنَّ
هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿٦٨﴾ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا
تُخْزُوْنِ ﴿٦٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٠﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ
اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٧١﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٢﴾
فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ
اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿٧٤﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ﴿٧٥﴾ وَ اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ﴿٧٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾

’’اور بتائیے انہیں ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا آپ پر سلام ہو آپ نے کہا (اے اجنبیو!) ہم تو تم سے خائف ہیں۔ مہمانوں نے کہا مت ڈریئے ہم آپ کو مژدہ سنانے آئے ہیں ایک صاحب علم بچے کی پیدائش کا۔ آپ نے کہا کیا تم مجھے اس وقت خوش خبری دینے آئے ہو جب کہ مجھے بڑھاپا لاحق ہو چکا ہے پس یہ کیسی خوش خبری ہے۔ وہ بولے ہم نے تو آپ کو سچی خوش خبری دی پس نہ ہو جائیے آپ مایوس ہونے والوں سے۔ آپ نے فرمایا کون ناامید ہوتا ہے اپنے رب کی رحمت سے بجز گمراہوں کے۔ آپ نے کہا اے فرستادو! کس اہم کام کے لیے تم آئے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بھیجے گئے ہیں ایک مجرم قوم کی طرف۔ مگر لوط کے گھرانے والے ہم ان سب کو بچالیں گے۔ اس کی بیوی کے ہم نے (بامر الٰہی) یہ طے کیا ہے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی۔ پس جب آئے خاندان لوط کے پاس یہ فرستادے آپ نے (انہیں دیکھ کر) کہا تم تو اجنبی لوگ معلوم ہوتے ہو۔ فرشتوں نے کہا (ہم اجنبی نہیں) بلکہ ہم لے آئے ہیں تمہارے پاس وہ چیز جس میں وہ شک کیا کرتے تھے۔ اور ہم لے آئے ہیں آپ کے پاس حق (عذاب) اور ہم بلاشبہ سچ کہہ رہے ہیں۔ تو چلے جائیے اپنے اہل خانہ کے ساتھ رات کے کسی حصہ میں اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلیے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی، اور چلے جائیے جہاں (جانے کا) تمہیں حکم دیا گیا ہے اور ہم نے (بذریعہ وحی) لوط

WWW.NAFSEISLAM.COM

کو آگاہ کردیا اس حکم سے کہ یقیناً ان کی جڑ کاٹ دی جائے گی جب وہ صبح کر رہے ہوں گے۔ اور (اتنے میں) آ گئے شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے آپ نے (انہیں) کہا (ظالمو!) یہ تو میرے مہمان ہیں ان کے بارے میں تم مجھے شرمسار نہ کرو اور ڈرو اللہ کے غضب سے اور مجھے رسوا نہ کرو وہ بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ دوسروں کے معاملہ میں دخل نہ دیا کرو آپ نے کہا یہ میری (قوم کی) بچیاں ہیں اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو (تو ان سے نکاح کرو) (اے محبوب!) آپ کی زندگی کی قسم! یہ (اپنی طاقت کے نشہ میں) مست ہیں (اور) بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہیں پس آلیا ان کو ایک سخت کڑک نے جب سورج نکل رہا تھا پس ہم نے ان کی بستی کو زیروزبر کر دیا اور ہم نے برسائے ان پر کنکر کے پتھر بے شک اس واقعہ میں (عبرت کی) نشانیاں ہیں غور وفکر کرنے والوں کے لیے اور بے شک یہ بستی ایک آباد راستہ پر واقع ہے یقیناً اس میں نشانی ہے اہل ایمان کے لیے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَا تَوْجَلْ کا معنی لَا تَخَفْ (تو نہ ڈر) ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے اور اپنی بیوی کے بڑھاپے کی وجہ سے تعجب کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے الْقٰنِطِيْنَ کا معنی آيِسِيْنَ (مایوس ہونے والے) کیا ہے۔

امام ابوعبید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت یحیٰی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ الْقٰنِطِيْنَ کو بغیر الف کے الْقَنِطِيْنَ پڑھتے تھے اور يَقْنَطُ کو نون کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو شخص لوگوں کو رحمت الٰہی سے مایوس کرتا ہے یا خود مایوس ہوتا ہے وہ خطا کرتا ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی مَنْ يَّقْنَطُ الخ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ کا معنی مَنْ يَيْاَسُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهٖ کیا ہے یعنی کون اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور احمد رحمہما اللہ نے الزہد میں حضرت موسیٰ بن علی عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سام سے کہا: اے بیٹا! تو قبر میں داخل نہ ہو جب کہ تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے شریک کے بارے رائی کے ذرہ برابر بھی تصور ہو۔ جو مشرک ہو کر مرتا ہے اس کے لیے کوئی حجت اور دلیل نہیں ہے، بیٹا! تو قبر میں داخل نہ ہو جب کہ تیرے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو کیونکہ کبر اللہ تعالیٰ کی رداء (چادر) ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے اس کی رداء کے متعلق جھگڑا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے، بیٹا تو قبر میں داخل نہ ہو جب کہ تیرے دل میں ذرا بھر مایوسی ہو کیونکہ رحمت الٰہی سے مایوس صرف گمراہ آدمی ہوتا ہے۔(2)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 67، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھنے والا گناہ گار، مایوس عابد کی نسبت، رحمت الٰہی کے زیادہ قریب ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرے اور قدریہ فرقہ کے درمیان یہی آیت وجہ نزاع ہے اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے: لوط علیہ السلام نے انہیں نہیں پہچانا تھا بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ فرماتے ہیں: لوط کی قوم کے عذاب کے بارے شک کیا کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رنے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے يَمْتَرُوْنَ کا معنی يَشُكُّوْنَ (شک کرنا) نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ اپنے گھر والوں کے پیچھے پیچھے چلیں جب وہ چل پڑیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے: وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شام کی طرف نکالا تھا۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے وَ قَضَيْنَاۤ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ یعنی ہم نے حکم ان کی طرف وحی کیا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ کے تحت روایت کا ہے کہ ان کی اصل ختم کردی جائے گی، انہیں ہلاک کردیا جائے گا۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ لوط علیہ السلام کے مہمانوں کی آمد سے خوش ہوئے۔ جب وہ لوط علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تھے کیونکہ انہوں نے ان مہمانوں سے برائی کا ارادہ کیا تھا۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اَوَ لَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ کیا ہم نے تجھے کسی کو مہمان بنانے یا پناہ دینے سے منع کیا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا اور اپنے مہمانوں کو اپنی قوم کی بیٹیوں کے ذریعے بچانے کا ارادہ کیا۔(6) واللہ اعلم

امام ابن ابی شیبہ، الحرث بن ابی اسامہ، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی معزز و مکرم شخصیت پیدا ہی نہیں کی۔ میں نے کہیں نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے علاوہ کسی کی زندگی کی قسم اٹھائی ہو: لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تیری زندگی کی قسم، تیرے دنیا میں باقی رہنے کی قسم۔(7)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے لَعَمْرُكَ کے تحت لَعَيْشُكَ (تیری زندگی کی قسم) کے الفاظ نقل کیے ہیں۔(8)

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 13، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 53
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 54
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 55

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زندگی کے علاوہ کسی کی زندگی کی قسم نہیں اٹھائی۔ فرماتے ہیں: لَعَمۡرُكَ کا معنی یہ ہے کہ اے محمد! ﷺ تیری زندگی کی قسم!۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص لعمری کہے وہ اسے حیاتی کے قائم مقام سمجھتے تھے جس کا معنی ہے میری زندگی کی قسم۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّهُمۡ لَفِیۡ سَكۡرَتِهِمۡ یَعۡمَهُوۡنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ اپنی گمراہی میں کھیل رہے ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنی غفلت میں متردد ہیں۔(3)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّیۡحَةُ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر وہ چیز جس کے ساتھ کسی قوم کو ہلاک کیا جائے وہ صاعقہ اور صیحہ کہلاتی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مُشۡرِقِیۡنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب سورج نکل رہا تھا۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ آیت سے مراد علامت ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں ایک شخص دوسرے شخص کو اپنے گھر والوں کی طرف انگوٹھی دے کر بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں فلاں چیز دے دو تو وہ گھر والے انگوٹھی دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے لِلۡمُتَوَسِّمِیۡنَ کا معنی اَلنَّاظِرِیۡنَ (دیکھنے والے) کیا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِلۡمُتَوَسِّمِیۡنَ کا معنی الناظرین (عبرت کی نگاہ سے دیکھنے والے) کیا ہے۔(6)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِلۡمُتَوَسِّمِیۡنَ کا معنی فراست والے کیا ہے۔(7)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے لِلۡمُتَوَسِّمِیۡنَ کا معنی فراست والے کیا ہے۔

امام بخاری نے التاریخ میں، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن السنی اور ابو نعیم نے الطب میں، ابن مردویہ اور الخطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرا کرو، وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔(8)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرا کرو کیونکہ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 55 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 57 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً
8۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب: 17، جلد 11، صفحہ 206، دار الکتب العلمیہ بیروت 9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 57

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے بچو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اللہ کی توفیق سے بولتا ہے۔(1)

امام حکیم الترمذی، البزار، ابن السنی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندے ایسے ہیں جو لوگوں کو اپنے (نور) فراست سے پہچان لیتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ میں سبیل کا معنی ہلاکت روایت کیا ہے۔

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ کا معنی واضح راستہ نقل کیا ہے۔(3)

وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿۷۸﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ وَ لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَ كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۶﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿۸۷﴾

''اور بے شک ایکہ کے باشندے بھی بڑے ظالم تھے پس ہم نے ان سے بھی انتقام لیا اور یہ دونوں بستیاں کھلی شاہراہ پر واقع ہیں اور بے شک جھٹلایا اہل حجر نے (اللہ تعالیٰ) کے رسولوں کو اور ہم نے عطا کیں انہیں اپنی نشانیاں مگر وہ ان سے روگردانی ہی کرتے رہے اور وہ کھود کر بنایا کرتے تھے پہاڑوں کو اپنے گھر (اور) وہ بے خوف وخطر رہا کرتے تھے پس پکڑ لیا انہیں ایک خوفناک چنگھاڑ نے جب وہ صبح اٹھ رہے تھے پس نہ فائدہ پہنچایا انہیں اس (مال) نے جو وہ کمایا کرتے تھے اور نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو نیز جو کچھ ان کے درمیان ہے، مگر حق کے ساتھ اور بے شک قیامت آنے ہی والی ہے پس (اے حبیب!) آپ درگزر فرمایا کیجئے ان سے عمدگی کے ساتھ یقیناً آپ کا رب ہی سب کا خالق (اور) سب کچھ جاننے والا ہے اور بے شک ہم نے عطا فرمائی ہیں آپ کو سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم بھی''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 58 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 271، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 58

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن مردویہ اور ابن عباس رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدین اور اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَةِ دو امتیں تھیں جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَةِ سے مراد شعیب علیہ السلام کی قوم ہے، اس علاقہ میں گھنے درخت تھے جن میں وہ رہتے تھے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت خصیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الایکہ کے معنی درخت ہے۔ وہ گرمیوں میں ان درختوں کے تر پھل کھاتے تھے اور سردیوں میں خشک پھل کھاتے تھے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَ اِنۡ کَانَ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَةِ لَظٰلِمِیۡنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ اصحاب الایکہ گھنے جنگلوں میں رہتے تھے اور ان کے عام درخت دائمی تھے اور ان کے رسول شعیب علیہ السلام تھے، حضرت شعیب کو اہل مدین اور اصحاب الایکہ کی طرف بھیجا گیا۔ یہ دو امتیں تھیں اور دونوں کو مختلف عذاب دیئے گئے۔ اہل مدین کو سخت چنگھاڑ نے پکڑ لیا اور اصحاب الایکہ ان پر سات دن مسلسل گرمی کو مسلط کیا گیا ہے۔ نہ کوئی سایہ ان سے محفوظ کرتا تھا اور نہ کوئی اور تدبیر کارگر ہوتی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک بادل بھیجا جس میں وہ سکون تلاش کر رہے تھے۔ پس اسے اللہ تعالیٰ نے ان پر باعث عذاب بنا دیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ برسائی جو ان تمام کو کھا گئی۔ عَذَابُ یَوۡمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ کَانَ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۸۹﴾ (الشعراء) میں اسی عذاب کی طرف اشارہ ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اصحاب الایکہ کا معنی جنگل والے روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی گھنے درختوں والے معنی روایت کیا ہے۔(6)

ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اَصۡحٰبُ الۡاَیۡکَةِ سے مراد اصحاب مدین ہیں۔ ایکہ گھنے درختوں کو کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے الایکہ کا معنی مجتمع الشجر کیا ہے یعنی جہاں درخت زیادہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مدین کو تین قسم کا عذاب دیا گیا تھا۔ جب وہ گھروں سے نکلے تھے تو ان کو زلزلہ نے آلیا تھا۔ پھر جب وہاں سے نکلے تو انہیں سخت گھبراہٹ سے دوچار کیا گیا پس وہ گھروں میں داخل نہیں ہوتے تھے کہ کہیں چھتیں گر نہ جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک بادل بھیجا، جس کے نیچے ایک آدمی داخل ہوا اور کہنے لگا میں نے آج سے پہلے کبھی ایسا پاکیزہ اور ٹھنڈا سایہ نہیں دیکھا۔ لوگو! ادھر آؤ۔ پس تمام لوگ اس سایہ میں داخل ہوئے تو ان پر سخت قسم کی چنگھاڑ آئی اور سب مر گئے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے امام مبین سے مراد کھلی شاہراہ ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 59 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 59
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 60 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی واضح راستہ روایت کیا ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذ ر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے بھی اس کا معنی واضح راستہ روایت کیا ہے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔ (4)

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے اَصْحٰبُ الْحِجْرِ سے مراد اصحاب الوادی ہیں۔ (5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ سے مراد قوم ثمود اور قوم صالح علیہ السلام ہے۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن المنذ ر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَصْحٰبُ الْحِجْرِ کی جگہ سے گزرنے کے وقت ارشاد فرمایا: ان لوگوں کے مکانوں میں جب تم داخل ہو تو روتے ہوئے داخل ہو، اگر تم نہ روؤ تو ان کے علاقہ میں داخل نہ ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہی عذاب تم پر بھی نازل ہو۔ (6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: غزوۂ تبوک کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمود کے گھروں کے پاس پڑاؤ کیا، لوگوں نے ان کنوؤں سے پانی بھرا جس سے ثمود پانی پیتے تھے اور اسی کے ساتھ آٹا گوندھا اور اسی سے ہانڈیوں میں گوشت پکایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ہانڈیاں انڈیل دینے کا حکم دیا اور آٹا اونٹوں کو کھلانے کا حکم دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے حتی کہ اس کنویں کے قریب پڑاؤ کیا جہاں سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان لوگوں کے (مکانات کے) پاس جانے سے منع فرمایا جنہیں عذاب دیا گیا تھا۔ فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں بھی کہیں ویسے ہی عذاب میں مبتلا نہ کیا جائے پس تم ان کے مکانات کے پاس بھی نہ جاؤ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں قوم ثمود کے علاقہ میں اترے تو انہوں نے ان کے کنوؤں سے پانی بھرا اور اس کے ساتھ آٹا گوندھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پانی انڈیل دو اور یہ آٹا اونٹوں کو کھلا دو اور فرمایا: اس کنویں سے پانی بھرو جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیتی تھی۔

امام ابن مردویہ نے سبرہ بن معبد سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا۔ جس نے ان کے کنوؤں سے پانی بھرا ہے وہ اسے انڈیل دے اور فرمایا کچھ لوگوں نے اس پانی سے آٹا گوندھا تھا اور کچھ نے حلوہ تیار کیا تھا۔

امام ابن مردویہ اور ابن النجار رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے بغیر عتاب کے راضی ہونا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مفہوم روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذ ر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ حکم جنگ کرنے کے حکم سے پہلے کا ہے۔ (7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 60 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 61 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 63

ابن جریر اور ابن المنذر رعمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔(1)

الفریابی، سعید بن منصور، ابن الضریس، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، دار قطنی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کئی طرق کے ذریعے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد فاتحۃ الکتاب ہے۔(2)

امام ابن الضریس، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد سورۂ فاتحہ اور الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ سے مراد سارا قرآن ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: فاتحۃ الکتاب۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لیے علیحدہ رکھا ہوا تھا اور اس کو ام الکتاب میں بلند کیا ہوا تھا۔ امت محمدیہ کے لیے اس کو ذخیرہ کر رکھا تھا حتی کہ امت محمدیہ کو ہی یہ ذیشان سورت عطا فرمائی اور اس سے پہلے کسی کو یہ سورت عطا نہیں فرمائی پوچھا گیا۔ سورہ فاتحہ کی ساتویں آیت کون سی ہے؟ فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (4) ابن الضریس نے سعید بن جبیر سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ سورۂ فاتحہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ذخیرہ کی گئی تھی، آپ کے سوا کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد سورۂ فاتحہ ہے اور یہی سورت ہر نماز میں دوہرائی جاتی ہے۔

ابن الضریس، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد فاتحہ ہے۔

ابن جریر نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہے۔(5)

امام ابن الضریس نے حضرت یحییٰ بن یعمر اور ابوفاختہ سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے یہی روایت کیا ہے۔(6)

ابن الضریس اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ فرضی اور نفلی نماز کی ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے۔(7)

امام ابن الضریس نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ربیع رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں۔ اس کو المثانی اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بار بار پڑھی جاتی ہے، جب بھی آپ قرآن پڑھتے تو اس کی تلاوت کرتے، ربیع سے پوچھا گیا کہ لوگ اسے السبع الطول مراد لیتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 67 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 70

5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 68 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 69

ہیں۔فرمایا یہ آیت نازل ہوئی جب کہ طول سورتوں میں سے کچھ بھی نازل نہ ہوا تھا۔(1)

ابن جریر نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ اس سے سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد السبع الطول سورتیں مراد ہیں۔(2)

الفریابی، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الطبرانی، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد السبع الطول سورتیں ہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں اور ان سورتوں میں سے دو موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی۔(3)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو السبع الطول سورتیں عطا کی گئیں، موسیٰ علیہ السلام کو چھ عطا کی گئیں، جب انہوں نے تختیاں پھینکی تھیں تو دو اٹھالی گئیں تھی اور چار باقی رہی تھیں۔

امام دارمی اور ابن مردویہ نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فاتحۃ الکتاب ہی سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ ہے۔

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ السبع المثانی سے مراد سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور یونس ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن الضریس، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد یہ سات لمبی سورتیں ہیں: بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور یونس۔ ابن جبیر سے پوچھا گیا ان کو المثانی کیوں کہا جاتا ہے فرمایا اس میں قضاء اور قصص کا ذکر بار بار آیا ہے۔(4)

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور کہف ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ المثانی سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد دو سو سے کچھ کم وبیش ہے: البقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، براءت اور انفال۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد السبع الطول ہیں۔ میں نے پوچھا ان کو یہ نام کیوں دیا جاتا ہے؟ فرمایا ان میں خبر، امثال اور عبرتوں کا بار بار ذکر ہے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس نے فرمایا: سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے مراد سورۂ فاتحہ ہے اور السبع الطول بھی ان میں سے ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے زیاد بن ابی مریم سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: میں نے تجھے سات چیزیں اور بھی دی ہیں اومر، انہ، بشر، انذر، اضرب الامثال، اعدد النعم اور اتل نبأ القرون۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 68 — 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 63 — 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 64

4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 65 — 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 66-65 — 6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 71

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ المثانی سے مراد سارا قرآن ہے۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ سے مراد پہلی سات طویل سورتیں ہیں اور الۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ سے مراد تمام قرآن ہے۔

ابن جریر نے العوفی کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں المثانی سے مراد قرآن کا وہ حصہ ہے جو بار بار پڑھا جاتا ہے کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں پڑھا اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِيۡثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ (الزمر:23) ''اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں بار بار دہرائی جاتی ہیں''(2)

ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ المثانی سے مراد قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک واقعہ کو بار بار ذکر فرماتے ہیں۔(3)

لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ وَ لَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَ اخۡفِضۡ جَنَاحَكَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۸۸﴾ وَ قُلۡ اِنِّيۡۤ اَنَا النَّذِيۡرُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَى الۡمُقۡتَسِمِيۡنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيۡنَ جَعَلُوا الۡقُرۡاٰنَ عِضِيۡنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسۡـَٔلَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۳﴾ فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِيۡنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيۡنَ يَجۡعَلُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۶﴾

''اپنی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے ان (اموال) کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے ان کے مختلف طبقوں کو اور رنجیدہ خاطر بھی نہ ہوں ان (کی گمراہی) پر اور نیچے کیجئے اپنے پروں کو مومنوں کے لیے اور فرمایئے کہ میں تو بلا شبہ (ایسے عذاب سے) کھلا ڈرنے والا ہوں جیسے ہم نے اتارا ان بانٹنے والوں پر جنہوں نے کر دیا تھا قرآن کو پارہ پارہ پس آپ کے رب کی قسم! ہم پوچھیں گے ان سب سے ان اعمال کے متعلق جو وہ کیا کرتے تھے سو آپ اعلان کر دیجئے اس کا جس کا آپ کو حکم دیا گیا اور منہ پھیر لیجئے مشرکوں سے ہم کافی ہیں آپ کو مذاق اڑانے والوں کے شر سے بچانے کے لیے جو بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا، سو یہ (حقیقت حال کو) ابھی جان لیں گے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ کے تحت روایت کیا ہے کہ انسان کو اس بات سے منع کیا جا رہا ہے کہ وہ کسی دوسرے کے مال کی تمنا کرے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 70
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 71
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 71
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 74

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابوعبید اور ابن المنذر نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قبیلہ کے اونٹ کے پاس سے گزرے جس کو بنو الملوح یا بنو المصطلق کہا جاتا تھا۔ موٹاپے کی وجہ سے وہ اونٹ اپنے پیشاب کی جگہ میں روکا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا کپڑا چہرے پر ڈالا اور اس کو دیکھے بغیر گزر گئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (الآیۃ)

امام ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت مجاہد سے اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ کا معنی الاغنیاء، الامثال، الاشباہ روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن المنذر نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس کو قرآن جیسی نعمت بخشی گئی اور پھر اس نے کسی دوسری چیز کی طرف دیکھا تو اس نے قرآن کو حقیر جانا۔ کیا تم نے یہ ارشاد نہیں سنا وَ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ...... الی قولہ...... وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى۔ اس سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اپنے پروں کو نیچا کرو۔

امام بخاری، سعید بن منصور، حاکم، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: الْمُقْتَسِمِيْنَ سے مراد اہل کتاب ہیں، انہوں نے قرآن کو پارہ پارہ کیا، بعض پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کر دیا۔(2)

امام ابن جریر نے علی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ عِضِيْنَ کا معنی ٹکڑے ٹکڑے ہے۔(3)

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا الْمُقْتَسِمِيْنَ سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ جو بعض قرآن پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کیا۔

امام ابن اسحٰق، ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ کے پاس قریش کے چند افراد جمع ہوئے۔ ولید ان سب سے بڑا تھا، موسم حج قریب تھا۔ ولید نے قریش سے کہا: اے قریشیو! حج کا وقت قریب آ چکا ہے اور عربوں کے وفود تمہارے پاس آئیں گے جب کہ وہ تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) کے متعلق بھی سن چکے ہیں، اس کے متعلق اپنی ایک رائے قائم کر لو تا کہ اختلاف نہ ہو اور ایک دوسرے کی تکذیب نہ کرتے رہیں، قریش نے کہا: تم خود ہی کوئی بات بتا دو، ہم اس پر قائم رہیں گے۔ اس نے کہا نہیں تم بتاؤ میں تمہاری بات سنوں گا۔ قریش نے کہا: ہم کہیں گے وہ کاہن ہے۔ ولید نے کہا وہ کاہن تو نہیں ہے۔ ہم نے کاہن دیکھے ہیں نہ تو وہ کاہنوں کی طرح بات کرتا ہے اور نہ ان کی طرح اس کا سجع ہے۔ انہوں نے کہا: ہم اسے مجنون کہیں گے۔ ولید نے کہا: وہ مجنون نہیں ہے، ہم نے جنون کی مرض دیکھی ہے اور ہم اس کو پہچانتے ہیں۔ نہ اس کے گلے میں کوئی ایسی تکلیف ہے، نہ اسے کوئی حاجت ہے نہ وسوسہ۔ قریش نے کہا: ہم کہیں گے: وہ شاعر ہے، ولید نے کہا: وہ شاعر بھی نہیں ہے۔ ہم اشعار کی تمام اصناف جانتے ہیں، اس کا رجز، ہزج، قریض، مقبوض، مبسوط ہم سب جانتے ہیں۔ اس کا کلام شعر نہیں ہے۔ قریش نے کہا: ہم اسے جادوگر کہیں گے، ولید نے کہا: وہ جادوگر بھی نہیں ہے، ہم نے جادوگر کو دیکھا ہے اور جادو بھی دیکھا ہے، وہ نہ تو ان کی طرح پھونکیں مارتا ہے نہ گرہیں لگاتا ہے۔ قریش نے کہا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 74 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 75 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 78

پھر ہم کیا کہیں؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم اس کے کلام میں مٹھاس ہے اور اس کے چہرے پر رونق اور خوبصورتی ہے، اس کی اصل بڑی عزت والی ہے اور اس کی فرع بھی بڑی عمدہ ہے، جو کہو گے پہچان لیا جائے گا کہ یہ جھوٹ اور باطل ہے، سب سے بہتر بات جو قبول ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ تم کہو وہ جادوگر ہے، میاں، بیوی، دو بھائیوں ماں، بیٹے، انسان اور اس کے خاندان کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ تمام لوگ اسی بات پر جدا ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے ولید کے متعلق یہ آیات نازل کیں: ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ۙ وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ وَّ بَنِیْنَ شُهُوْدًا ۙ وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ۙ ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ ۙ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ؕ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ؕ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ۙ فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ۙ ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ۙ ثُمَّ نَظَرَ ۙ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ۙ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَكْبَرَ ۙ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ؕ سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ (المدثر) اور باقی قریش کے متعلق یہ ارشاد نازل فرمایا جو ولید کے ساتھ تھے الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ یعنی جنہوں نے قرآن کو پارہ پارہ کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قریش کا گروہ ہے، انہوں نے کتاب اللہ کو پارہ پارہ کیا، بعض نے کہا یہ جادو ہے، بعض نے کہا یہ کہانت ہے، بعض نے کہا یہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: العضہ، قریش کی لغت میں اس کا معنی جادو ہے اور جادو کرنے والی عورت کو العاضہۃ کہتے ہیں۔ (1)

امام ترمذی، ابن جریر، ابو یعلی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو چیزوں کے متعلق تمام لوگوں سے سوال ہوگا وہ جس کی عبادت کرتے تھے اور انہوں نے رسولوں کو جو جواب دیا۔ (2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں حضرت علی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ فرماتے ہیں فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ (الرحمٰن) اللہ تعالیٰ لوگوں سے یہ نہیں پوچھے گا کہ کیا تم نے یہ عمل کیا تھا؟ کیونکہ وہ سب کچھ جانتا ہے بلکہ وہ پوچھے گا تم نے یہ عمل کیوں کیا۔ (3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم اس کو جاری کرو۔ (4)

امام ابن جریر نے حضرت ابو عبیدہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: نبی کریم ﷺ خفیہ طور پر عبادت اور تبلیغ کرتے حتیٰ کہ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کا ارشاد نازل ہوا۔ اس کے بعد آپ ﷺ اور صحابہ کرام باہر نکل پڑے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 80 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 82 3۔ ایضاً،
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 83 5۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے الناسخ میں حضرت علی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ فرماتے ہیں اس آیت کو اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابن اسحق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ تم اپنی قوم اور جن کے آپ نبی ہیں سب کو پیغام رسالت کی تبلیغ کرو۔(1)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نماز میں قرآن جہراً پڑھو۔(2)

حضرت ابن زید سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو قرآن تمہاری طرف وحی کیا گیا ہے اس کی لوگوں کو تبلیغ کرو۔(3)

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے اس کا مطلب ہے کہ جو تمہیں حکم دیا گیا ہے تم اس کا اعلان کرو۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت السدی الصغیر عن کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کئی سال تک نازل شدہ احکام کو ظاہر نہ کیا حتیٰ کہ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کا ارشاد نازل ہوا۔ یعنی مکہ میں اپنے دین کا اظہار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے جو آپ کا اور قرآن کا مذاق اڑاتے ہیں، یہ پانچ افراد تھے جو مذاق اڑاتے تھے۔ پس جبرائیل امین یہ آیت کریمہ لے کر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تو ان تمام کو زندہ دیکھتا ہوں...... پس وہ تمام ایک رات میں ہی ہلاک ہو گئے۔ ان میں ایک العاص بن وائل السہمی تھا، وہ ایک دن باہر نکلا جب کہ بارش ہو رہی تھی وہ اور اس کا بیٹا سیر کرنے کے لیے نکلے، العاص گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ ایک وادی میں نیچے اترا تو اسے ایک زہریلی چیز نے ڈس لیا، علاج معالجہ کی کافی کوشش کی گئی لیکن شفا نہ ہوئی۔ اس کا پاؤں سوج کر اونٹ کی گردن کی مثل ہو گیا۔ پس وہ وہاں ہی مر گیا۔ ان بدبختوں میں سے ایک الحارث بن قیس السہمی تھا۔ اس نے ایک نمکین مچھلی کھائی اور اس کو سخت پیاس لگ گئی۔ وہ متواتر پانی پیتا رہا حتیٰ کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ وہ یہ کہتے ہوئے مر گیا کہ محمد ﷺ کے رب نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ ان بدبختوں میں سے ایک الاسود بن المطلب تھا اس کا بیٹا تھا جس کو زمعہ کہا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی یہ اندھا ہو جائے اور اپنے بیٹے پر روتا ہے۔ جبریل امین ایک سبز پتہ لے کر آئے اور اسود کو مارا اور وہ اندھا ہو گیا۔ اپنے ایک غلام کو ساتھ لے کر اپنے بیٹے کی ملاقات کے لیے گیا، تو جبرائیل آئے جب کہ وہ درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا، جبرائیل نے اس کا سر درخت کے ساتھ پٹخنا شروع کر دیا اور کانٹوں سے اس کے چہرے کو مارا۔ اسود نے اپنے غلام سے مدد طلب کی تو اس نے کہا۔ مجھے کوئی شخص نظر نہیں آ رہا جو تیرے ساتھ ایسا کر رہا ہے بلکہ مجھے تو یوں لگتا ہے تو خود ہی اپنا سر درخت سے مار رہا ہے۔ وہ بھی یہ کہتے ہوئے مر گیا کہ مجھے محمد ﷺ کے رب نے قتل کیا ہے۔ ان بدبختوں میں سے ایک ولید بن مغیرہ تھا۔ وہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے نیزے کے پاس سے گزرا جس کو مالک نے باریک کر کے دھوپ میں رکھا ہوا تھا۔ پھر اس نے اس کو باندھا تو وہ ٹوٹ گیا تھا۔ وہ نیزہ ولید کی رگ جان میں لگ گیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ ایک بدبخت اسود بن یغوث تھا۔ وہ اپنے گھر سے نکلا۔ اس کو تیز ہوا لگی تو وہ کالا سیاہ ہو گیا حتیٰ کہ حبشی بن گیا۔ وہ اپنے گھر والوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 82	2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 83	3۔ ایضاً

پاس آیا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا اور اس پر اپنا دروازہ بند کر دیا حتی کہ وہ یہ کہتے ہوئے مر گیا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے قتل کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سب کو اکھٹا قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اپنے دین کا برملا اظہار کیا۔ (1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں دو ضعیف سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرائیل امین کو ان تمام کو قتل کرنے کا کام سونپا گیا، پس جبرائیل نے ولید کو ٹھوکر ماری پھر اس کے پاؤں میں جو نیزہ لگا تھا اس کو اس طرح نچوڑا کہ اس کا پیشاب ناک کی طرف سے نکل آیا، پھر وہ اسود بن عبد العزیٰ کے پاس آیا، وہ پانی پی رہا تھا۔ جبریل امین نے اس میں پھونک ماری تو اس کا پیٹ پھول کر پھٹ گیا۔ پھر جبرائیل امین عاص بن وائل کے پاس آئے۔ وہ طائف جا رہا تھا۔ آپ نے اس کو ایک تیز چیز کے ساتھ چوک دی تو اس کا زہر اس کے سر تک پہنچ گیا، حارث بن قیس کو جبریل نے مکا مار کر ہلاک کر دیا، اسود بن عبد یغوث الزہری کو بھی قتل کر دیا۔ (2)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی، ابونعیم ان دونوں نے دلائل میں اور ابن مردویہ (نے حسن سند کے ساتھ) اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ مذاق اڑانے والے یہ افراد تھے: ولید بن مغیرہ، اسعد بن عبد یغوث، اسود بن عبد المطلب، الحارث بن عیطل السہمی، العاص بن وائل، جبرائیل امین آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکایت کی۔ فرمایا مجھے وہ دکھاؤ، پس جبرائیل نے پہلے آپ کو ولید دکھایا، آپ نے اس کی رگ جان کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے فرمایا تو نے کیا کیا: جبرائیل نے کہا میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ پھر جبرائیل کو آپ نے اسود بن المطلب دکھایا اور اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا، پوچھا تو نے کیا کیا؟ فرمایا میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ پھر جبرائیل کو الاسود بن عبد یغوث دکھایا، اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ پھر پوچھا تو نے کیا کیا؟ جبرائیل نے کہا میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ پھر اس نے الحارث دکھایا اور اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ پوچھا تو نے اس کو کیا کیا؟ جبرائیل نے کہا میں نے اس کا کام بھی تمام کر دیا ہے۔ پھر آپ نے العاص بن وائل دکھایا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی طرف اشارہ کیا۔ پوچھا تو نے اس کا کیا کیا؟ اس نے کہا میں آپ کی طرف سے اس کے لیے کافی ہوں۔ پس ولید خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو اپنے تیر تیز کر رہا تھا۔ پس ولید کو وہ تیر رگ جان میں لگ گیا اور اس نے اسے کاٹ دیا، اسود بن المطلب ایک درخت کے نیچے اترا اور اولاد کو پکار پکار کر کہہ رہا تھا کیا تم میرا دفاع نہیں کرو گے؟ میں ہلاک ہو رہا ہوں اور میری آنکھوں میں کانٹے مارے جا رہے ہیں۔ بیٹے کہتے ہمیں تو کچھ نظر نہیں آ رہا۔ وہ اسی طرح چیختا چلاتا رہا حتی کہ اس کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ الاسود بن یعوث کے سر پر زخم آئے اور وہ ان کی وجہ سے مر گیا۔ حارث کے پیٹ میں زرد پانی پڑ گیا تھا حتی کہ اس کا پیشاب پاخانہ اس کے منہ سے نکلتا تھا۔ العاص الطائف کی طرف سوار ہو کر جا رہا تھا اس کو بھی پاؤں کے نیچے سے کسی تیز چیز کی نوک لگی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔ (3)

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 354، المکتبۃ العربیۃ بحلب　　2۔ ایضاً

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 85، دار الکتب العلمیہ بیروت

WWW.NAFSEISLAM.COM

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت جویبر عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کہا: محمد کاہن ہے وہ مستقبل کی خبریں دیتا ہے، ابوجہل نے کہا: محمد جادوگر ہے، یہ باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالتا ہے، عقبہ بن ابی معیط نے کہا: محمد مجنون ہے، اپنے جنون میں بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ ابی بن خلف نے کہا محمد کذاب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ کا ارشاد نازل فرمایا۔ پس یہ تمام جنگ بدر سے پہلے ہلاک ہو گئے۔

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ مذاق اڑانے والے آٹھ آدمی تھے: ولید بن مغیر، اسود بن المطلب، اسود بن عبد یغوث، عاص بن وائل، الحارث بن عدی بن سہم، عبد العزی بن قصی، یہ ابوزمعہ ہے۔ یہ تمام موت یا مرض کے ساتھ جنگ بدر سے پہلے ہلاک ہو گئے تھے۔ الحارث بن قیس العیاطل میں سے تھا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مزاق اڑانے والوں میں سے یہ لوگ بھی تھے: ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، الحارث بن قیس، الاسود بن المطلب، الاسود بن عبد یغوث اور ابو ہبار بن الاسود۔

امام ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ قریش کے پانچ افراد تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاق اڑاتے تھے۔ ان میں سے الحارث بن عیطلہ، العاص بن وائل، اسود بن عبد یغوث اور ولید بن مغیرہ بھی تھے۔

امام البزار، طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، وہ آپ کے پیچھے اشارے کررہے تھے۔ یہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں اور اس کے ساتھ جبرائیل ہے، جبرائیل نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا تو ناخن کی مثل ان کے جسموں پر جا لگا، پس ان کے جسم بدبودار زخم بن گئے۔ پس کوئی ایک بھی ان کے قریب نہیں آسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نال فرمائی: اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں پندرہ سال رہے۔ ان میں چار پانچ سال خفیہ طور پر دعوت اسلام دیتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر عذاب نازل کردیا جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الخ۔ العضین قریش کی لغت میں جادوگر کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ دشمنی کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا، آپ آٹھ ربیع الاول کو مدینہ طیبہ پہنچے پھر جنگ بدر ہوئی۔ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ (انفال: 7) یہ آیت بھی نازل ہوئی سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ (القمر: 45) اور اس کے متعلق یہ آیت بھی نازل ہوئی حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ (المومنون: 64) یہ آیت بھی نازل ہوئی لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا (آل عمران: 127) اور یہ آیت بھی نازل ہوئی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ (آل عمران: 128)

اللہ تعالیٰ نے قوم کا ارادہ کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کا ارادہ کیا تھا۔ ان کے بارے یہ آیت نازل ہوئی اَلَمْ تَرَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 85

اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا (ابراہیم:28) اور ان کے متعلق یہ آیت بھی نازل ہوئی قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا (آل عمران:13) اور قافلہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ (انفال:42) پس انہوں نے وادی کی نچلی سطح اختیار کی تھی۔ یہ تمام آیات اہل بدر کے متعلق نازل ہوئیں۔ اور جنگ بدر سے دو ماہ پہلے ابن الحضرمی کے قتل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ پھر جنگ احد ہوئی تھی، جنگ احد کے دو سال بعد جنگ احزاب ہوئی تھی۔ پھر حدیبیہ کی صلح کا واقعہ پیش آیا۔ آپ ﷺ نے اس سال عمرہ نہیں کیا تھا اور آئندہ سال عمرہ کیا تھا اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ (البقرہ:194) پس حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینہ کے بدلے میں ہے اَلْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ (البقرہ:194) عمرہ کرنے کے بعد مکہ مکرمہ کی فتح نصیب ہوئی۔ اس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ الایہ (المومنون:77) نبی کریم ﷺ نے ان سے جنگ کی تھی جب کہ وہ ابھی تیار نہ تھے۔ پس قریش کے اس دن چار گروہ قتل ہوئے بنی بکر کے پچاس یا اس سے زائد افراد قتل ہوئے، ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی جب وہ دین میں داخل ہوئے وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ (المومنون:78) پھر بیس راتوں کے بعد حنین کی طرف چلے پھر مدینہ طیبہ آئے پھر حضرت ابوبکر کو حج کا حکم فرمایا۔ جب ابوبکر حج سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے تبوک کی جنگ لڑی پھر آئندہ سال رسول اللہ ﷺ نے حج کیا۔ پھر آپ نے لوگوں کو الوداع کہا۔ آپ مدینہ منورہ آئے تو دو ربیع الاول کو آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ، فرماتے ہیں: یہ مزاق اڑانے والے پانچ افراد تھے۔ جب یمن کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کا پروگرام بنایا تو ولید اس کے پاس آیا اور کہا محمد جادوگر ہے۔ العاص بن وائل آیا۔ اس نے کہا محمد پہلے لوگوں کے قصے جانتا ہے۔ ایک اور آیا: اس نے کہا وہ کاہن ہے۔ ایک اور آیا، اس نے کہا شاعر ہے۔ ایک اور آیا اس نے کہا مجنون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ان تمام کے شر سے بچانے کی کفایت فرمائی۔ یہ تمام ایک ہی رات میں مر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو مختلف نوعیتوں کے عذاب میں مبتلا کیا۔ ولید ایک خزاعہ قبیلہ کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو اپنے تیروں کو تیز کر رہا تھا۔ ولید بڑا ناز ونخرے سے چل رہا تھا، اسے ایک تیر لگا تو اس کی رگ جان کٹ گئی، عاص بن وائل ایک وادی میں داخل ہوا تو ایک سانپ نکلا جو ستون کی مانند تھا، اس نے اسے ڈسا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بھی ہلاک کر دیا، ایک اور بڑے سفید اور حسین شکل کا تھا، وہ اسی رات باہر نکلا، اسے سخت ہوا لگی، وہ گھر واپس آیا تو حبشی کی مثل کالا سیاہ ہو چکا تھا۔ گھر والوں نے کہا: یہ ہمارا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ کہتا تھا میں تمہارے گھر کا آدمی ہوں۔ پس انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ ایک اپنے کنویں میں داخل ہوا تو جبریل امین آئے، اسے وہاں ہی بھٹکا دیا۔ وہ کہتا مجھے قتل کیا جا رہا ہے، میری مدد کرو، لوگوں نے کہا: ہمیں تو کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔ ایک اور بد بخت تھا جو اپنے اونٹوں کو دیکھنے جا رہا تھا۔ اس کے پاس جبریل آئے اور اس کو کانٹوں کے ساتھ مارا۔ پس وہ بھی مدد طلب کرتا رہا۔ لوگوں نے کہا: ہمیں تو کوئی مارنے والا نظر نہیں آ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بھی ہلاک کر دیا۔

19B

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبریل امین نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور الاسود بن عبد یغوث کی پیٹھ کو جھکا یا حتی کہ اس کا سینہ بھی ٹیڑھا ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا خالو، میرا خالو! جبریل امین نے کہا: اسے چھوڑ یئے میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے، یہ مزاق اڑانے والوں میں سے ہے۔ یہ لوگ سورۂ بقرہ اور سورۂ عنکبوت کا مذاق اڑاتے تھے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ قریش کا گروہ تھا وہ مزاق اڑاتے تھے۔ ان میں الاسود بن عبد یغوث، الاسود بن المطلب، الولید بن مغیرہ، العاص بن وائل اور عدی بن قیس تھا۔ (1)

امام ابن جریر اور ابونعیم نے ابوبکر الہذلی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زہری سے کہا گیا کہ حضرت سعید بن جبیر اور عکرمہ مزاق اڑانے والوں میں سے ایک شخص کے بارے میں اختلاف کرتے تھے۔ سعید کہتے ہیں کہ وہ حارث بن عیطلہ ہے اور عکرمہ کہتے تھے کہ وہ حارث بن قیس ہے، زہری نے کہا: وہ دونوں سچ کہتے ہیں۔ حارث کی ماں کا نام عیطلہ تھا اور باپ قیس تھا۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مزاق اڑانے والے سات افراد تھے: العاص بن وائل، ولید بن مغیرہ، ہبار بن الاسود، عبد یغوث بن وہب، الحرث بن عیطلہ۔ (3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ اور مقسم مولی ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مذاق اڑانے والے یہ افراد تھے: ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عدی بن قیس، الاسود بن عبد یغوث، الاسود بن المطلب، یہ تمام افراد ایک ایک کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے جب کہ آپ ﷺ کے پاس جبریل امین موجود تھے، جب ان میں سے ایک گزرا تو جبریل نے کہا: یہ محمد کیسا آدمی ہے؟ اس بدبخت نے کہا: اچھے آدمی نہیں ہیں، جبریل نے کہا ہم تیرے لیے اس کی طرف سے کافی ہیں۔ پس ولید گزرا تو اس کی چادر سے ایک تیر اٹک گیا۔ وہ بیٹھا تو اس تیر سے اس کی رگ جان کٹ گئی جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ الاسود بن عبد یغوث کو جبریل نے ایک کانٹے دار ٹہنی سے منہ پر مارا تو اس کی آنکھ بہہ پڑی۔ وہ بھی اسی تکلیف سے مر گیا، العاص کو ایک زہریلی چیز نے ڈسا تو اس کا گوش اس کی ہڈیوں سے گر گیا حتی کہ وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ الاسود بن المطلب اور عدی بن قیس میں سے ایک رات کے وقت اٹھا۔ وہ بہت پیاسا تھا، وہ ایک گھڑا پانی پینا چاہتا تھا۔ وہ پانی پیتا گیا حتی کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ بھی مر گیا۔ ایک اور کو سانپ نے کاٹا تو وہ بھی مر گیا۔ (4)

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَ اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

''اور ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کا دل تنگ ہوتا ہے ان باتوں سے جو وہ کیا کرتے ہیں سو آپ پاکی بیان کیجئے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 56-355، المکتبۃ العربیہ حلب　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 86
3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 87

WWW.NAFSEISLAM.COM

اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اور ہو جائیے سجدہ کرنے والوں سے اور عبادت کیجئے اپنے رب کی یہاں تک کہ آ جائے آپ کے پاس یقین''۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر، حاکم (نے تاریخ میں)، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابو مسلم الخولانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجروں میں سے ہو جاؤں بلکہ میری طرف تو یہ وحی کی گئی کہ اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اور ہو جائیے سجدہ کرنے والوں میں سے اور عبادت کیجئے اپنے رب کی یہاں تک کہ آ جائے آپ کے پاس یقین۔(1)

امام ابن مردویہ اور دیلمی نے ابو درداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں تاجر ہو جاؤں اور نہ یہ کہ میں مال زیادہ جمع کروں بلکہ مجھے یہ وحی کی گئی ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْيَقِيْنُ کا معنی موت نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن المبارک نے الزہد میں الحسن سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے الْيَقِيْنُ کا معنی الموت روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے الْيَقِيْنُ کا معنی موت نقل کیا ہے فرماتے ہیں: جب اس پر موت آئے تو ارشاد الٰہی اور آخرت کے امر کی تصدیق کرے۔(5)

بخاری اور ابن جریر نے ام العلاء سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عثمان بن مظعون کی وفات کے وقت ان کے پاس گئے، ام العلاء فرماتی ہیں: میں نے کہا اے ابو السائب (یہ حضرت عثمان کی کنیت ہے) تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، میں تیرے متعلق گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے عزت عطا فرمائے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیسے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عزت عطا فرمائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے پاس یقین آیا تو میں اس کے لئے خیر کی امید رکھتا ہوں۔(6)

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ جس چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں اس سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر شہادت کی جگہیں تلاش کرتا ہے اور وہ شخص جو گھاٹیوں میں سے گھاٹی میں یا وادیوں میں سے کسی وادی میں اپنی بکریوں کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے، زکوۃ دیتا ہے اور موت کے آنے تک اللہ کی عبادت کرتا ہے، وہ لوگوں میں سے خیر میں ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وہ طلب کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ پس آسمان اس کا سایہ ہے اور زمین اس کا بچھونا ہے، دنیا کے کسی امر کا اسے خیال نہیں وہ کھیتی باڑی نہیں کرتا در اں حالیکہ وہ روٹی کھاتا ہے۔ وہ درخت نہیں لگاتا مگر پھل کھاتا ہے۔ یہ

1۔ الفردوس للدیلمی، جلد 4، صفحہ 95 (6297)، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 90
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

سب کچھ اللہ پر توکل کرتے ہوئے کرتا ہے۔ وہ صرف رضا الٰہی کا متلاشی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اس کے رزق کا ضامن بنا دیا ہے۔ وہ اس کے لیے سامان زیست تیار کرتے ہیں اور ا حلال مال مہیا کرتے ہیں۔ وہ اپنا رزق بغیر حساب کے حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تادم واپسیں مصروف رہتا ہے۔(1)

امام ابن المبارک رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے بغیر راحت وسکون نہیں ہے اور جس کی راحت لقائے الٰہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی کفایت فرماتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 345 (7860)، دار الکتب العلمیہ بیروت